آمنہ کا لال

مصنف

مصورِ غم علامہ راشد الخیری

اسلام بک ڈپو لاہور

بلغ العلیٰ بکمالہ ﷺ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ و آلہ

Marfat.com

مقبولِ عام اور ہر دلعزیز میلاد نامہ مسلمان خواتین اور بچیوں
کی محفلِ میلاد شریف کیلئے خوبصورت تحفہ نامور ادیب مصورِ غم
علامہ راشد الخیری کا رواں دواں صاف اور شستہ
اسلوبِ بیاں سوزِ عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی ایسی تحریر
جو اُردو ادب کی آبرو ہے ایسی زبان جو کوثر سے دُھلی ہوئی ہے

آمنہ ؓ کا لال

مصنّف

مصورِ غم علامہ راشد الخیری

مسلم بک ڈپو
داتا گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

یااللہ! تیرا شکر ہے

جیلانی

محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رحمتیں، برکتیں، وسعتیں

98206

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ______ آمنہؓ کا لعل

مصنف ______ علامہ راشد الخیری

اشاعت ______ ستمبر 2004ء

تعداد ______ گیارہ سو

ناشر ______ شہباز رسول جیلانی

قیمت ______ [redacted]/- روپے

ملنے کے پتے

- پروگریسو بکس ○ فیصل مسجد ○ اسلام آباد فون: 2254111
- پروگریسو بکس ○ یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ ○ اردو بازار ○ لاہور فون: 7124354 7352795

Marfat.com

مولود شریف کی سینکڑوں کتابیں شائع ہو چکیں اور ہو رہی ہیں مگر میری رائے میں مسلمان لڑکیوں کے واسطے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو رطب و یابس سے بالکل پاک ہو اور نہ صرف ان ہی کو مطمئن کر سکے بلکہ وہ اپنی مجلسوں میں غیر مسلموں کے سامنے بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام کتاب میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے یقین میں قیاس تامل کر سکے۔ اور یہی حقیقت بھی ہے۔ استعارے اور تشبیہ مصنف کا جائز حق ہے، اس کو مبالغہ سمجھنا غلطی ہو گی۔

میں نے بارہا علمائے اسلام سے درخواست کی کہ وہ مولود شریف کی ایک ایسی کتاب لکھ دیں مگر انہوں نے اس طرف توجہ نہ فرمائی، اس لئے میں نے خود ہی قلم اٹھایا اور خدا کا شکر ہے کہ میں آج اپنی بچیوں کے اس فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں۔

میں شاعر نہیں ہوں، مگر میں نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں ایک مصرعہ بھی کسی دوسرے کا شامل نہ ہو، اس لئے یہ غلط سلط ٹوٹے پھوٹے اشعار محض میرے جذبات ہیں جن کا شاعری سے کوئی تعلق نہیں، ایک حد تک وہ تمام باتیں جو ذکرِ ولادت سے تعلق رکھتی ہیں، میں نے اس کتاب میں لانے کی سعی کی ہے۔

Marfat.com

"آمنہ کا لعل صلی اللہ علیہ وسلم" چونکہ سیرت کی کتاب نہیں ہے اِس لئے معراج اور لڑائیوں کے حالات میں نے چھوڑ دیئے ہیں، اگر زندگی ہے تو ان شاء اللہ آئندہ یہ خدمت بھی کر سکوں گا۔

اس کتاب کے لکھنے سے بڑا مقصد یہی ہے کہ مُسلمان لڑکیوں کو عید میلاد اور مجالسِ میلاد کے صحیح حالات معلوم ہوسکیں اور ڈنکے کی چوٹ پر وہ واقعات بیان کرسکیں جو سامع کے دِل پر پُورا اثر کرسکیں۔ اس کے ساتھ ہی میری کوشش یہ بھی ہے کہ خود پڑھنے والے کا دِل ان مُبارک قدموں پر فدا ہونے کا آرزومند ہو اور اس کو معلُوم ہو سکے کہ جس کی پیدائش کا ذِکر ہو رہا ہے، اس کا درجہ انسانوں میں کیا تھا۔

راشد الخیری

Marfat.com

مولود شریف

(درود شریف بلند آواز سے پڑھو)

آج اس دربار کی حاضری ہے جس کے بوریہ نشین شہنشاہ نے فقیروں کو بادشاہ بنادیا جس کی مبارک زندگی انسانیت کی تفسیر کرگئی، جس کی چشم کرم اپنے سائلوں کو مالا مال کررہی تھی، جس کا دست شفقت یتیموں کا والی اور بے کسوں کا سہارا تھا اور جو دردمندوں کا مونس اور اپاہجوں کی تسکین تھا۔ دنیا کے بہترین انسان! تاریخ تیری پاک زندگی کو سجدہ کر رہی ہے، آسمان کا ہر گوشہ تیرے احسانات گنوا رہا ہے اور زمین کا ہر ذرہ تیری انسانیت کے گیت گانے میں منہمک ہے، کائنات تیرے نام کی تسبیح پڑھ رہی ہے اور ملائکہ تیری خدمت میں درود بھیج رہے ہیں (اور وہ تجھ پر اور تیری آل پر)۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم! صداقت تیرے دربار کی لونڈی تھی، رحم و کرم تیرے دست بستہ غلام تھے۔ انسان نے تیرے قدم چومے، شجاعت تیرے پاؤں میں لوٹی، حاجت مند تیرے گھر سے اور نامراد تیرے در سے کامیاب

Marfat.com

ہو کر گئے اور بامراد چلے۔ تیری مقدس زندگی نے ناپائیدار دنیا کو زندگی کے معنی بتا دیے۔ روئے زمین کی مخلوق تیرے کرم کی معترف ہے اور آبادی کے ہر حصے سے تیرے کلمہ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں (درود تجھ پر اور تیرے اہل بیت پر) خطاؤں سے درگذر کرنے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عمر بھر کے روسیاہوں کا تیرے جمال جہاں آرا سے بیڑا پار ہوا۔ گناہوں سے لتھڑے ہوئے اور شرک سے بھرے ہوئے دل تیری ایک ہی جھلک سے پارس بن گئے۔

غیر اللہ کے بندے تیرے مبارک قدموں کی بدولت زاغ وزغن کے پھندوں سے نکل کر توحید کی شاخوں پر پہنچے، تیرے پاک نام کے رسیا، تیری مقدس صورت کے پروانے، تیرے دربار کے غلام، تیری سرکار کے کفش بردار، تیرے کرم کے طفیل تیری محبت کے صدقہ میں تیری عنایت کی بدولت اتنے ہو گئے کہ فقیری میں امارت کو، گدائی میں شہنشاہی کو اور فاقہ میں تاج شاہی کو ٹھکرا دیا، دھتکار دیا اور لات مار دی۔

صلوا علی النبی واصحابہ الکبار۔

دنیا و دین کے حقیقی بادشاہ! طیبہ کی خاک میں آرام کرنے والے آقا، ہر روز نکلنے والا آفتاب، اور ہر رات کا طلوع ہونے والا قمر تیرے نام کا ڈنکا بجا رہا ہے، دن کی روشنی اور شب ماہ کی چادریں تیری رسالت کا اعتراف کرتی ہیں، ٹھنڈی ہوا کے جھونکے تیری زندگی پر مرحبا کے نعرے بلند کرتے ہیں، اور قمری کی کوکو اور بلبل کا نغمہ تیرے کرم کا سبق دہراتا ہے۔

(درود تجھ پر اور تیرے دادا ابراہیم پر)

اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر دوسروں کا پیٹ بھرنے والے مولا! کلیجہ کے ٹکڑوں کو بھوکا رکھ کر غیروں کو کھلا دینے والے آقا! دشمنوں سے محبت اور غیروں سے

Marfat.com

شفقت کرنے والے مالک! تکلیف میں صبر اور راذیت میں شکر کرنے والے انسان دکھ کو سکھ اور مصیبت کو راحت سمجھنے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاطی کی خطا سے درگذر اور گنہگار کو بخش دینے والے پیغمبر! عبدالمطلب کے پوتے آمنہ کے لعل صلی اللہ علیہ وسلم۔ مادر گیتی جس کا ثانی پیدا نہ کر سکی جس کی نظیر چشم فلک نہ دیکھ سکی، کارخانہ حیات میں دنیا کے گورکھ دھندے میں بے مثل تھا اور بے نظیر تھا ہے

رحم ہو ہم پر ہمارے آقا　　　کرم ہو ہم پر ہمارے مولا
قبول فرما درود آقا　　　ہمارے مولا ہمارے آقا

حضرت ابراہیم کی دُعا

جب ارض حجاز کا ذرہ ذرہ شرک و بت پرستی میں چکنا چور تھا۔ اور کائنات کا وہ اولو العزم انسان جو ابراہیم کے نام سے دنیا میں نمودار ہوا اپنی تکلیفوں کا بڑا حصہ ختم کرنے کے بعد زندگی کی اس منزل پر پہنچا کہ آتش نمرود اس کے جلانے کے واسطے روشن ہوئی تو ان لوگوں کے سواجن کے پتھر دل ابراہیمی خون کے پیاسے تھے، فضائے حیات میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا اور زمین رو رو کر آگ کے شعلے بلند کر رہی تھی اور آسمان بلک بلک کر آنسوؤں کے قطرے گرا رہا تھا مگر قدرت کا رخ روشن آگ کی روشنی پر مسکرا رہا تھا اور معبود حقیقی کی لازوال طاقت نمرودی انگاروں میں چمک رہی تھی۔ بالآخر وہ نازک گھڑی آ پہنچی کہ آگ مظلوم ابراہیم کو اپنی آغوش میں لے کر خاک کر دے۔ یہاں تک کہ ملاء اعلیٰ کی مخلوق بے کس ابراہیم کی حالت زار پر سجدہ میں گری، مگر قدرت اپنے تماشے دکھانے پر مستعد تھی، یہ گریہ وزاری بے کار ہوئی اور جب نمرودی حکم تعمیل کے قریب پہنچا تو مظلوم خلیل کے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھے اور ہوا نے دہن ابراہیمی کے یہ سدا بہار پھول اپنے دامن میں بھرے:

"الہٰی ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کر دے جو ان کو تیری طرف بلائے

Marfat.com

ان کی اصلاح کرے اور سید ساراستہ بتادے"

سلام، سلام، سلام ہے اس ابراہیم پر جو ہمارے واسطے ایک بیش بہا نعمت کی دعا کر گیا۔ اور درود، درود اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے پیدا ہو کر ہماری زندگی اور موت سنوار دی اور دنیا و دین درست کر دیا۔

اس نیک انسان کی دعا جو خلیل کی صورت میں خدا کا پیغام پہنچا کر خاک ہونے کے واسطے تیار تھا درگاہ رب العزت میں قبول ہوئی اور کائنات ایزدی میں اس وقت تک محفوظ رہی جب تک جسم انسانی میں اس کے ظہور کا وقت ہوا۔

یہی وہ دعا ہے جس نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب پایا اور کسی جگہ خالق موجودات کی ہم نشینی کا خطاب حاصل کیا۔

ابراہیم کی دعا اس پھول کی طرح جو روز بروز ترقی کر رہا ہو، سرمایہ خداوندی میں لمحہ بہ لمحہ پھل پھول رہی تھی، مخلوق فلکی کی آنکھیں اس دعا پر لگی ہوئی تھیں اور دنیا کے کان اس مبارک وقت کے منتظر تھے جب اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پیدائش پر وہ دنیا پر گونجے۔

عرب کی حالت

زمانہ کے اوراق وقت کے ہاتھوں میں ادلتے بدلتے رہے رنگ بدلا، وقت گذرا، صدیاں بیتیں اور عمر کا مسافر کہیں کا کہیں پہنچا۔ ارض مقدس کی گمراہی نے نیک و بد کی تمیز اٹھادی۔ خانہ کعبہ بتوں سے پٹ گیا۔ خدا کی پرستش صفحہ قلب سے مٹ چکی ہے، ہر سمت سے اور ہر جگہ سے ہر محلہ اور ہر بازار سے شرک کی صدائیں بلند ہوئیں۔

عرب کی وہ سرزمین جو انبیاء کا گہوارہ تھی۔ جس نے بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبروں کے قدموں کو بوسہ دیا نفس کا شکار ہو گئی۔ قتل و خونریزی کے بازار گرم ہیں۔ اخلاق انسانی کے شاداب پھول تباہ و تاراج ہو چکے ہیں اور دنیا اس نازک

Marfat.com

گھڑی سے ہم آغوش ہے جس میں ظلم وستم اور لوٹ مار شیوہ انسانیت ہیں۔ طاقتور کمزور کو فنا کر رہا ہے۔ دولت مند مفلسوں کو، ذی اختیار لاچار کو، اور تندرست بیمار کو، ستا رہا ہے، دبا رہا ہے اور مٹا رہا ہے۔ عورت لونڈی، مفلس غلام ہے انسانیت کا پتہ ہے نہ آداب کا نشان۔ مروت ختم، محبت فنا، حیا مفقود، شرم ندارد۔ الغرض زبردست کی شہنشاہی، کمزور کی تباہی، قانون ہے نہ قاعدہ، روک نہ ٹوک، جہالت اور بت پرستی کا ایک دریا ہے کہ ملک کے ہر حصہ میں موجزن ہے خودغرضی و نفس پروری کی ایک گھٹا ہے کہ چاروں طرف چھائی ہوئی ہے۔ عیاری و بدکاری کا ایک طوفان ہے کہ ہر سمت سے امڈا چلا آ رہا ہے۔

عورت! ہائے عورت! کیا مٹی پلید ہے کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ لونڈی ہے جانور ہے، ذلیل ہے، حقیر ہے، کیسی عزت، کہاں کی وقعت۔ کس کا ترکہ، کدھر کا ورثہ، مشورہ نہ صلاح، نکاح نہ بیاہ، مارپیٹ جائز اور ظلم وستم مباح، یعقوب و یوسف کی بسنے والی زمین پر جہاں خلوص و صداقت کے پھول مہک چکے تھے، اب مکر و دغا کی نہریں جاری ہیں اور ظلم دریا کے کانٹوں سے انسانیت کا گلشن اٹا پٹا پڑا ہے کہ باد صبا بھی قدم دھرتی کانپتی ہے، ایمان کے قمقمے گل ہوئے انصاف کی ہوائیں ختم ہوئیں اور مظلوم عورت کی رگ رگ سے مرد کے ستم کی فریادیں بلند ہونے لگیں، معصوم بچیاں جیتی جاگتی اور ہنستی بولتی زمین کا پیوند ہو رہی ہیں اور کوئی اتنا نہیں ہے کہ ان زندہ روحوں کی خونریزی پر اف بھی کر سکے۔ اندھے کنوئیں اور گہرے گڑھے ان بدنصیب بچیوں کی زندہ ہڈیاں گود میں لیے ان کی بے کسی و لاچاری کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ جوان عورتیں جن کی عصمت کوئی وقعت نہیں رکھتی بے پناہ ہیں۔ بوڑھیاں نوکروں اور ماماؤں کی خدمت انجام دے رہی ہیں اور اس سرے سے اس سرے تک تمام عربستان مصائب کی پوٹ

Marfat.com

آفات کا میدان بنا ہوا ہے۔

مظالم کی اس عالمگیر گھٹا سے جب انسانی خون کی دھواں دھار بارش شروع ہوگئی اور زمین کا ذرہ ذرہ اس میں غرق ہوگیا تو دنیا اس ہولناک کیفیت سے گھبرا اٹھی کمزور جانکنی میں تڑپ رہا تھا، غریب افلاس کی چھاؤں میں دم توڑ رہا تھا۔ زندگی کی آخری سسکیاں غلام کے حلق سے نکل رہی تھیں اور موت کی آرزو قلب سے باہر آرہی تھی ؎

انصاف لٹ چکا تھا ایمان مٹ چکا تھا
الطاف و مہر کیسی، رحم و کرم کہاں کا
مفلس کی تھی مصیبت کمزور پٹ رہا تھا
ظالم کے ہیں بسوے اندھیر مچ رہا تھا
انسانیت کے جوہر کونوں میں رو رہے تھے
رحم و کرم کے پتلے قبروں میں سو رہے تھے

الٹی چھری سے ذبح انسانیت ہوئی تھی
نفسانیت شرارت گھٹی میں پڑ گئی تھی
عیاشی، بدمعاشی معمولی دل لگی تھی
دن رات کا جوا تھا ہر وقت مے کشی تھی
ظلم و ستم کے جھنڈے ہر سمت گڑ رہے تھے
حیوانیت کے پردے عقلوں پہ پڑ رہے تھے

مظلوم کی غلامی دوزخ کا تھا فسانہ
گردن پہ گرم لوہے کپڑا تھا اور نہ کھانا
بیدوں کی تھی گواہی بازو و دست و شانہ
اس ظلم پر تشدد اس کا تھا لب ہلانا
یہ زندگی کے دکھڑے یہ درد یہ مصیبت
اور آنکھ کا اشارہ تھی زندگی کی قیمت

عورت کنیز بن کر دنیا میں جی رہی تھی
خونِ جگر کے قطرے خاموش پی رہی تھی
ذلت یہی سمجھ کر ہونٹوں کو سی رہی تھی
مردے سے تھی وہ بدتر کہنے کو جی رہی تھی

Marfat.com

سکھ اس طرح ہوا تھا آخر حرام اس کو
اور مرد جانتا تھا لونڈی غلام اس کو

اندھے کنوئیں عرب کے دامان کوہ وصحرا
شاہد ہیں اس ستم کے جو لڑکیوں پہ ٹوٹا

صورت کی بھولی بھالی باتوں کی جیسی مینا
زندہ ہوئیں گڑھوں میں دم تک مگر نہ مارا

عورت کی ہر حقارت تھی مرد کو گوارا
گلے کا جانور تھی دانا تھا اور نہ چارا

حضرت ابراہیم کی دعا کا ظہور

دنیا کی عمر جس وقت اس ساعت پر پہنچی اور جب مظالم نے عقل وہوش چکرا دیے فرشتوں کی نظریں جو دعائے ابراہیمی کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھیں سجدہ میں گریں اور التجا ورحم کی صداؤں سے آسمانی دنیا گونج اٹھی، اس انسان کی دعا جس نے کلیجے کے ٹکڑے پر چھری پھیر کر عالم میں تہلکہ مچا دیا جس کی قربانی نے اس کو خلیل بنا دیا۔ نورانی لباس میں عرش اعظم پر خدائی کو جگمگا رہی تھی، قبولیت کا غلغلہ بلند ہو چکا تھا اور آسمانی روحیں جانتی تھیں کہ کائنات سماوی کی یہ محبوب ترین شے ہمارے پاس چند روز مہمان ہے۔ آسمان وزمین کو پیدا کرنے والی ازلی وابدی طاقت جو جلوہ ربانی کے نام سے مشہور ہے، ہر روز اپنے خلیل کی دعا کو اپنے نامعلوم ہاتھ سے سنوارتی اور صبح دعاؤں کو دکھاتی کہ خدائی طاقت کا یہ بے مثل تحفہ ہیئت انسانی میں رونما ہوگا تو دنیا کو بتا دے گا کہ انسان کی پیدائش کا مقصود کیا ہے۔ زندگی کی ہر شاخ اعمال کے تروتازہ پھولوں کو بوسہ دے گی۔

صداقت دشمنوں کو قدموں میں گرائے گی، خلوص کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجے گا۔ پاک زندگی کے زریں کارنامے دنیا کے واسطے سبق ہوں گے، فضائے حیات اس مقدس نام کو سر آنکھوں پر رکھے گی، عقل سلیم اس کے سامنے خم ہوگی۔ زمین

Marfat.com

کے مظلوم قیدی جن پر آسمانی طاقت حکومت کر رہی ہے اس کی بدولت ظلم وستم سے رہائی پائیں گے اور اس کے مبارک ہاتھ قصر حیات کی ایسی بنیاد رکھیں گے جن پر استقلال واستحکام قربان ہوگا اور بقائے دوام کے سدابہار پھول نثار ہوں گے۔

مظلوموں کی خاموش آہیں اور بے کسوں کے زبردست نالے عرش عظیم سے ٹکرا رہے تھے، ملائکہ کی التجا آنسوؤں کے ساتھ جلوہ ایزدی میں حاضر ہوئی اور وہ مبارک ساعت قریب آئی جب ابراہیم خلیل اللہ کی اس دعا کا پردہ دنیا پر ظہور رہوا۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کر دے۔"

بارگاہ خداوندی کا حکم ہوتے ہی دعائے ابراہیمی کے زمین پر جانے کی تیاریاں شروع ہوئیں، فرشتوں نے قطار در قطار اس التجا کو رد و کر وداع کیا اور جب وہ لمحہ آگیا کہ خدا کے مقدس فرشتے ابراہیمی دعا کو دنیوی قانون کا لباس پہنا دیں تو ملائکہ جلیل القدر کی فوج اس نور کو کلیجے سے لگائے خلیل کی دعا کو اس طرح دہراتی ہوئی دنیا کی طرف چلی۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کر جو ان کو تیری طرف بلائے۔"

انبیائے سماوی کے سروں پر گو فراق کی مصیبت سوار تھی، دل خون کے آنسو رو رہا تھا، مگر دنیا کے مظلوم اور مخلوق کی بےکسی و بےبسی نے زبان بند کر دی تھی اور خاموش آنکھوں کی زار و قطار لڑیوں میں اس کے سوا کوئی آواز نہ تھی۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کر دے۔"

اب وہ دعا جس نے آبادی کو بقعہ نور بنا دیا تھا، فرشتوں کے مقدس ہاتھوں میں زمین کی طرف چلی۔ حدود انسانی میں داخل ہوئے اور آج ایک دفعہ پھر خدا کے پاک بندے کی یہ آواز گونجی اور یہ غلغلہ بلند ہوا۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کر دے۔"

Marfat.com

زمین اپنے دورے پورے کر رہی ہے اور آسمان بدستور چکر لگا رہا ہے، وقت اڑ رہا ہے اور خلیل اللہ کی دعا انسانی ہستیوں میں تبدیل ہوتی ہوئی منزل مقصود کی طرف جا رہی ہے۔ دنیا کی اخلاقی بربادی روز بروز لمحہ بہ لمحہ ترقی پر ہے، کمزوروں کے نالوں اور مظلوموں کی فریاد نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے، شراب، جوا، قتل اور خون دغا اور مکر غرض نفس کی پتلیاں انسانی قلوب پر کھیل رہی ہیں، عدل و کرم ایمان و ایثار کا کوسوں پتہ نہیں اور وقت وہ ہے جس کی انسانیت حیوانات کو مات کر رہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان

مکہ کا قریشی خاندان زندگی کی منزلیں سرگرمی سے طے کر رہا ہے اور آج اس خاندان کی باگ ایک شخص ہاشم کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کعبہ کا متولی اور حج کے موقع پر عمر کا کچھ حصہ ان پردیسی مہمانوں کی خدمت میں صرف کرتا ہے جو دور دور سے کعبۃ اللہ کی زیارت کو آتے ہیں۔ نفسانیت نے ہاشم کے بھائی امیہ کو انگاروں پر لٹا دیا ہے، رشک و حسد کی آگ سے کلیجہ پھنکا اور کھلم کھلا بغاوت شروع کر دی۔ امیہ اور ہاشم دونوں جڑواں بھائی ہیں، ان کے باپ عبد مناف نے ان کو تلوار سے جدا کیا تھا اور اندیشہ تھا کہ دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی مر جائیں گے مگر دونوں زندہ رہے، جوان ہوئے اور ایسی لڑائیاں ٹھنیں کہ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے۔ آخر ادھر ادھر کے چند آدمیوں نے مل کر فیصلہ کیا، ہاشم بدستور کعبہ کے متولی رہے اور امیہ کو دیس نکالا ملا۔

اس ایک طاقت کے سوا جو اپنی قدرت کے تماشے دیکھ اور دکھا رہی ہے کسی کو علم نہ تھا کہ ابراہیم کی دعا اسباب ظاہری کی منزل میں ہے، توریت، زبور انجیل اور وہ مقدس کتابیں جو خدائی پیام سمجھی جاتی ہیں کہ موسیٰ، داؤد، عیسیٰ کے پاک دل جب اپنی کوششوں میں پوری طرح کامیاب اور انسانی اعمال نے مایوس

Marfat.com

کر دیا تو خدا کے حضور میں جھک کر وہی الفاظ زبان پر لائے اور التجائے ابراہیمی سے ہم نوا ہوئے مگر زندہ دنیا کا ہر گوشہ ہر انسان اور کائنات کی روح اور ہر شے بے خبر تھی کہ قدرت اعمال انسانی کی چودھویں رات کا چاند جو اس دنیا کو جگمگا دے گا اور سر زمین عرب کی وہ قندیل جو ایک عالم کو منور کر دے گی اور چمنستان حجاز کا وہ پھول جو جہان کو مہکا دے گا، کہاں ہے، کس گھر میں ہے اور کس انسان میں ہے۔

عبد مناف کے بیٹے ہاشم (جو خانہ خدا کی خدمت اور حجاج کی مہمان نوازی میں مصروف تھا) کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ قدرت میری زندگی سے کیا کام لینے والی ہے اور جھوٹے بتوں کے سچے خدا نے میرے سپرد کونسی خدمت کی ہے میں اس امانت کا بار اٹھا رہا ہوں جو وراثتاً باپ دادا سے میرے پاس آ رہی ہے اور ابراہیم و موسیٰ کی وہ دعا جس کو فرشتوں نے سینچا ہے میرے جسد خاکی میں نشو و نما پا رہی ہے۔

عبدالمطلب کی پیدائش

خانہ کعبہ کے متولی ہاشم کا نکاح سلمیٰ سے ہو چکا تھا اور اس واسطے کہ نکاح کی پہلی شرط یہ تھی کہ پہلوٹی کا زچہ خانہ لڑکی کے میکے میں ہو، سلمیٰ مکہ سے مدینہ آ گئی اور اس کے پیٹ سے وہ بچہ پیدا ہو گیا جو دنیا میں عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوا، مگر ہاشم اپنے بچے کی بہار نہ دیکھ سکے اور ایک موقعہ پر حالت سفر میں، بیت المقدس سے تھوڑی دور مقام غزا پر بچہ یتیم اور بیوی کو بیوہ چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا اور اس طرح عبدالمطلب کی پرورش ننھیال میں ہونے لگی۔

قانون قدرت کے موافق دنیا اور اس کے بسنے والے آج بھی مستقبل سے بے خبر ہیں مُطلب کو معلوم نہیں کہ اس کی زندگی ایک دریا کا سرچشمہ ہو گی جس کی موجیں عالم کو سیراب کر دیں گی، عرب کی تپتی ہوئی سر زمین جہاں کو سوں پانی کا پتہ نہیں لالہ زار ہو گی۔ اور اس کی گود سے ایک ایسا بچہ پیدا ہو گا جس کی شمع

Marfat.com

حیات پر کائنات پروانہ وار نثار ہوگی، انسانیت اس کے نام پر قربان ہوگی اور ملائکہ اس کے نام پر درود پڑھیں گے۔

دعائے ابراہیم سینہ بہ سینہ — بدلتی ہوئی نام باپ اور ماں کا
دکھاتی ہوئی قدرت حق کا جلوہ — بتاتی ہوئی راز کھوٹے کھرے کا

خدائی کے قانون میں آ رہی تھی
سوئے آمنہ اب چلی جا رہی تھی

قصی اور ہاشم مناف اور عبداللہ — رہا پشت میں جن کی یہ دُرِ یکتا
خوشا ان کی قسمت رہے اوج ان کا — سلام اس پہ جس کے تھے یہ باپ دادا

بتوں کی خدائی کو شرما رہے تھے
خدا کی امانت کو پہنچا رہے تھے

عبدالمطلب کی شادی اور بیٹے کی قربانی

جب عبدالمطلب کی عمر نے نورانی چہرہ پر جوانی کا تاج رکھا، اور لڑکپن کی امنگیں ختم ہوئیں تو دستور کے مطابق ان کی شادی کے پیام آنے لگے اور نکاح ہو گیا، کعبۃ اللہ کی خدمت اور مزاج کی صلاحیت ان کی غیر معمولی شہرت کا سبب ہوئی کئی بچوں کی پیدائش کے بعد انہوں نے منت مانی کہ میرے ہاں اگر دس لڑکے پیدا ہوئے اور میری آنکھوں نے ان کی جوانی کی بہار دیکھ لی تو اپنے دادا ابراہیم کی سنت ایک لڑکے کو خدا کے نام پر قربان کر کے ادا کروں گا۔

ان کے سب سے چھوٹے بیٹے اور سب سے پیارے بیٹے کا نام عبداللہ تھا قربانی کا منشا پورا کرنے کے واسطے باپ نے اپنے چہیتے بیٹے کو چھانٹا اور شفقت پدری کے آنسوؤں میں جب ماں کی ممتا آواز کو روک رہی تھی اپنا خیال لڑکے پر ظاہر کیا، عبداللہ کی رگوں میں اس اسمٰعیل کا خون دوڑ رہا تھا، جس نے خدا کی راہ میں چھری کے

Marfat.com

سامنے گردن رکھ کر قربانی کی ایک مثال پیش کی جسکی یادگار آج تک مسلمانوں میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر منائی جا رہی ہے۔ باپ کا حکم سنتے ہی بیٹے نے گردن جھکا دی اور کہا بسم اللہ اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ آپ کے حکم کی تعمیل ہو اور یہ فانی زندگی خدا کے واسطے قربان ہو جائے۔ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے کے الفاظ سنتے ہی کلیجہ سے لگا لیا۔ آبدار تلوار ہاتھ میں لی اور عبداللہ کو ذبح کرنے چلے۔

دنیا پر راج کرنے والی آسمانی حکومت باپ بیٹے کا معاملہ دیکھ رہی تھی، زمین مسکرا رہی تھی اور آسمان قہقہے لگا رہا تھا کہ زندگی سے بے خبر انسان کیا کر رہا ہے، عبدالمطلب کو خبر نہیں کہ جس بیٹے کو قربان کر رہا ہوں موت اس کی خود حفاظت کرے گی یہ زندہ رہے گا، اور اس بچہ کا باپ ہو گا جس کے مبارک ہاتھ قیصر و کسریٰ کی حکومت کا خاتمہ کریں گے) اس کی مقدس زندگی پردۂ دنیا سے شرک و بت پرستی مٹائے گی، عرب کی نخوت اس کے دربار میں سرنگوں ہو گی اور دنیا کا ظلم اس کی سرکار میں رحم سے بدلے گا۔

وقت آگیا کہ زمین کعبہ عبدالمطلب کے لڑکے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ عبداللہ کا خون اپنی گود میں لے۔ لڑکا زمین پر چت لیٹا ہوا ہے اور باپ نے اسکی گردن پر تلوار رکھ دی! دفعتہً قریش کا جم غفیر چیختا اور چلاتا نمودار ہوا اور کہا۔

"عبدالمطلب اگر تو نے عبداللہ کو ذبح کر دیا تو تیری یہ قربانی قریش میں فرض ہو جائے گی اور ہر باپ کو اس پر عمل کرنا ہو گا، تو خانہ کعبہ کا متولی ہے، یہ تیرا عمل سند ہو گا اور ہم اپنے بچوں میں ایک ایسی رسم چھوڑ کر مریں گے جو انتہائی ظلم ہو گا تو اپنی منت کو اونٹوں سے بدل کر وعدہ پورا کر اور ہم کو اس رسم سے نجات دلا۔"

عزیزوں کے یہ الفاظ سن کر عبدالمطلب اٹھ کھڑے ہوئے اور دو سو اونٹ بچے کے بدلے قربان کر دیے۔

Marfat.com

عبداللہ کی شادی

جب عبداللہ کی معصومیت شباب سے بدلی اور قریش کو معلوم ہوا کہ وہ حسن صورت اور سیرت کے اعتبار سے عربستان کی ناک ہے تو لڑکیاں اور ان کے والدین شادی کے آرزومند ہوئے، ان کا کوئی خاندان ایسا نہ ہو جس کی خواہش یہ نہ ہو کہ اپنی لڑکی عبداللہ کے نکاح میں دے، مگر عبداللہ کی زبان پر قدرت نے اس وقت تک مہر رکھی جب تک عبد مناف کے لڑکے وہب کی بیٹی آمنہ کا پیام آیا۔ بی بی آمنہ کی بابت مشہور تھا کہ وہ سنجیدہ، خاموش اور قانع لڑکی ہیں۔ ہر حال میں راضی اور ہر دکھ میں شکر ادا کرتی ہیں عبداللہ کی رضامندی پر ان کا نکاح وہب کی لڑکی آمنہ سے ہوا اور دونوں میاں بیوی مدینہ میں رہنے سہنے لگے، برگزیدہ انسانوں کی خاموش التجا مستقبل سے بے خبر اور کھلے ہوئے الفاظ کا نتیجہ پردہ اخفا میں تھا۔ دنیا کی بسنے والی مخلوق لاعلم تھی کہ وہ انسان جس نے دہکتی ہوئی آگ میں کھلتے ہوئے پھول دیکھے، فانی لبتی سے کس طرح رخصت ہوا اور اس کی دعا قبولیت کے کس حصے میں ہے۔ موسیٰ کا شوق دل میں رہا۔ داؤد کا ارمان پورا نہ ہوا اور عیسیٰ نے اپنی آرزو کے پورا ہونے کا وقت نہ دیکھا مگر ابراہیم کی تخم ریزی کو ان خواہشوں نے پانی دیا، وقت آرہا تھا کہ نبیوں اور پیغمبروں، فرشتوں اور انسانوں کی امیدوں کا لہلہاتا ہوا پھول دنیا میں ظہور کرے اور وہ انسان جس کی تشریف آوری کا کائنات میں غلغلہ تھا دنیا کی تاریک فضا کو اپنے جمال سے منور کر دے۔

دونوں دولہا دلہن عبداللہ اور آمنہ جن کے پیٹ سے دنیا اور دین کا دولہا پیدا ہونے والا تھا، ہنسی خوشی اپنا وقت گزار رہے تھے، عبداللہ کی زندگی سے قدرت کو جو کام لینا تھا وہ ختم ہوا۔ خدائی کا انتظام یہ تھا کہ عبداللہ کی زندگی اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے بعد ختم ہو وہ آمنہ کو بیوہ چھوڑ کر اپنے بچے کے دیدار کو ترستا ہوا دنیا سے

Marfat.com

رخصت ہوا اور یہ دونوں میاں بیوی جو انسان کامل کے ماں باپ بننے والے تھے کسی معمولی بچے کی پیدائش کا سبب نہ ہوں۔

عبداللہؓ کی وفات

بی بی آمنہؓ کے ہاں بچہ پیدا ہونے کی امید گرد و نواح میں بجلی کی طرح دوڑی، عبداللہ اور عبداللہ کے باپ عبدالمطلب باغ باغ ہو گئے اور تمام قریش ان کی اس مسرت میں برابر کے شریک تھے، یہاں تک کہ منتظم حقیقی کے انتظام کا وقت آپہنچا اور اچھا بھلا عبداللہ چند گھڑیوں میں چٹ پٹ ہو گیا۔ جوان بیٹے کی موت نے جو باپ کو سب سے زیادہ عزیز تھا آنکھوں میں دنیا اندھیر کر دی اور شوہر کے فراق ابدی نے جو زندگی کا بہترین رفیق تھا بی بی آمنہؓ کی زندگی وبال کر دی۔ عبدالمطلب کا گھر ماتم کدہ بنا۔ قریش کی خوشیوں پر پانی پڑ گیا۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ عبدالمطلب بچہ کی نشانی آمنہؓ کو کلیجہ سے لگائے اور اس وقت کا انتظار کرے جب جوان شیر کی یادگار دنیا میں ظاہر ہو اور یہ سر بدلے کا سر باپ کے بدلے دادا کا دل ٹھنڈا کرے۔ عبدالمطلب کی آنکھیں بیٹے کے فراق میں خون کے آنسو روتی تھیں اور بی بی آمنہؓ کا دل شوہر کے خیال میں مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا مگر دونوں کو پتہ نہ تھا کہ دادا کے گھر سے اور ماں کے پیٹ سے ایک ایسی نعمت کا ظہور ہونے والا ہے جس کے قدموں میں دنیا اپنا سر رکھے گی اور خاندان قریش میں آمنہؓ کے پیٹ سے وہ لال پیدا ہو گا جس کی روشنی دنیا کو منور کرے گی۔ وقت اپنے تیز پروں سے اڑتا چلا جا رہا تھا عبدالمطلب کی گریہ وزاری اور بی بی آمنہؓ کا نالہ و فریاد اس کی پرواز کو نہ روک سکا تا آنکہ ربیع الاول کا چاند آسمان عرب پر نمودار ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری

دنیا خواب غفلت میں پڑی سو رہی تھی اور علم نہ تھا کہ اس مہینے کا چاند

Marfat.com

اپنے ساتھ کیا لایا ہے، رات کے تارے اور دن کا آفتاب کائنات کو کیا پیغام دے رہے ہیں اور آسمان و زمین ایک ایسے بچہ کی پیدائش کا نقارہ بجا رہے ہیں جو عرب کے ساتھ تمام دنیا کی کایا پلٹ دے گا۔

چھٹی صدی عیسوی نے اپنی ستر منزلیں طے کر لی تھیں۔ ۵۷۱ء کا موسم بہار شروع ہو چکا تھا۔ ربیع الاول کی آٹھویں[1] اور اپریل کی چودھویں رات سرزمینِ عرب پر چھائی ہوئی تھی کہ عبدالمطلب کے کانوں میں بہو کے دردِ زہ کی خبر پہنچی اور "دم نا فانا" گھر اور اس کی چہار دیواری عورتوں سے بھر گئی۔ چلنے والے قدم، آنے والی بیبیوں اور جمع ہونے والی عورتوں کو کیا معلوم کہ ان کے دل کس بچہ کا استقبال کر رہے ہیں۔ یہ بچہ جو باپ کی شفقت سے محروم ہو چکا قدرت کی محبوب ترین مخلوق ہوگا اور ہم اس پر سو جان سے قربان ہوں گے۔

رات کا دورہ ختم ہو چکا، آسمان نے کروٹ بدلی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے ریگستانِ عرب کو سرد کر دیا۔ طائرانِ خوش الحان نسیم عبداللہ کی تشریف آوری کا مژدہ چہک چہک کر گانے لگے۔ صبحِ صادق نے رات کی سیاہی دور کی اور نور کی چادر ہر سمت پھیلا دی۔ روشنی اندھیرے پر غالب آگئی۔ صبا اٹھکیلیوں میں مصروف ہوئی اور سرسبز درختوں کی ہری بھری شاخیں فرطِ مسرت سے جھوم جھوم کر آپس

---

[1] توضیح: جمہور علماء و محققین کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل شریف ہے اور یہی درست ہے۔ عصر حاضر کے بعض مؤرخین نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے ۹ ربیع الاوّل کو اختیار کیا ہے جو درست نہیں ہے۔ خود محمود پاشا فلکی کا وجود مبہم ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے ضیاء النبی) جلد دوم ص ۳۴ تا ۴۲) از حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

میں گلے ملنے لگیں، آمنہؓ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم پر زمینی کائنات نثار ہونے کو آگے بڑھی۔ بار آور شاخوں نے ارضِ حجاز کو بوسہ دیا، نسیم نے ہزار جان سے قربان ہو کر بساطِ ارضی کو چوما، ہوا نے اس مقدس نام کی تسبیح پڑھی، خوش رنگ پھولوں نے مکہ کی خاک اپنی آنکھوں سے ملی اور ملک کا چپہ چپہ اور ذرہ ذرہ اس مسرت میں لہلہاتی ہوئی کونپلوں کے ہم آہنگ ہوا۔ آسمانِ عرب نے عبد المطلب کے گھر دارا بن یوسف کے در و دیوار پر روشنی کی بارش کی۔ چمک دار تارے عبد اللہ کے لختِ جگر پر قربان ہوئے اور مخلوقِ فلکی نے شادمانی کا غلغلہ بلند کیا۔ آتشِ نمرود کے ذرات پھولوں کا لباس پہن کر زر و جواہر کی کشتی میں دعائے ابراہیمی کو سر پر رکھے، عبد المطلب کے گھر پر نمودار ہوئے، دارا بن یوسف کی دیواریں تعظیم کو جھکیں، فرحت کی جھڑیاں برسیں ہوا معطر ہوئی اور آسمان و زمین مبارکبادیوں کے نعروں میں سرگرم ہوئے۔ ؎

یہ بزمِ طرب اور خوشی کی گھڑی مسرت کی ہر سو لگی ہے جھڑی
عقیدت ہے یاں دست بستہ کھڑی مگر آنکھ تجھ بن ہے سونی پڑی
فدا تجھ پہ سو بار صلِّ علےٰ

غلام اور تھوڑی سی یہ لونڈیاں بصد عجز و منت ہیں حاضر یہاں
کرم ان پہ ہو اے شہِ مرسلاں بنا اِن کی مجلس کو رشکِ جہاں
شہ دو جہاں اپنا جلوہ دِکھا

گنہ گار آنکھوں میں طاقت نہیں یہ دو چار ہوں تجھ سے ہمت نہیں
ترے سامنے ہوں یہ جرأت نہیں نگہ بھر کے دیکھیں یہ قدرت نہیں
شہِ دوسرا جلد آ جلد آ

دلِ مضطرب پر بُری ہے بنی ! نظر آسماں پر ہے اس کی لگی
یہ بزمِ کنیزاں ہے خالی پڑی لیے جگ مگا التجا ہے یہ ہی
سما جا ان آنکھوں میں آ جلد آ

Marfat.com

زمین و زماں تجھ پر قربان ہو ملائک سے ارفع تری شان ہو
تو دنیا میں بے مثل انسان ہو خدا تیرا حافظ نگہبان ہو
فدا تجھ پہ جاں جلد آ جلد آ

حیاتِ انسانی کی تاریخ اِن واقعات سے محروم نہیں جب قدرت کے زبردست ہاتھوں نے اپنی طاقت پر فخر کیا ہے۔ صانعِ حقیقی نے اپنی لطافت پر فخر کیا ہے۔ صانعِ حقیقی نے اپنی صنعت کو سراہا، اور اَحسنُ الخالقین نے اپنی خلقت پر ناز کیا۔ آج کتابِ زندگی کا یہ باب بند ہوتا ہے۔ اوصافِ انسانیت ختم ہوتے ہیں اور آدمیت کی تمام صفتیں جمع ہو کر ایک ذات میں رونما ہوتی ہیں، رحم و کرم کی حسین دیویاں خلق و مروت کے تر و تازہ گُلدستے ہاتھوں میں لیے عبداللہ کے گھر میں نمودار ہوئیں، خلوص و صداقت کے کفش بردار حپرے، راستی و ایثار کے جواہرات سے مزین ہو کر سامنے آئے۔ عبادت و ریاضت کے علم بردار شرک و بت پرستی کو تاراج کرتے ہوئے خانہ کعبہ پر توحید کے جھنڈے گاڑنے لگے۔ آسمان فرطِ مسرت سے اُچھل پڑا زمین اپنی خوش نصیبی پر فخر کرنے لگی اور وہ وقت آ گیا جب دنیا کے ہاتھ اس بچہ کو اپنی آغوش میں لیں جس کو روئے زمین کی اصلاح کرنی ہے، ارضی و سماوی کائنات کی نظریں اس جمال پر پڑیں جو ایک عالم کو مُنور کرے گا۔ اور وہ فخرِ موجودات ظہور پذیر ہو جس کے مبارک قدموں میں سرکش گردنیں جھکیں گی اور عدلِ حقیقی اس کے پاؤں چومے گا۔

Marfat.com

آمنہ کے لعل صلی اللہ علیہ وسلم تیری پیدائش ایک نعمت ہے، جو
اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمائی

آ آ، ظہور فرما، تشریف لا

(آمنہؓ کی گود میں عبدالمطلب کے گھر میں ہماری آنکھوں میں)

خدا کے حضور میں التجا

آج جب کہ کلمۂ توحید کے پڑھنے والی چند ہستیاں کنیزوں کی صورت میں، کچھ بچے اور تھوڑے سے مرد غلاموں کی ہیئت میں اس غرض سے اور اس مقصد سے اس مجلس میں حاضر اور جمع ہوئے ہیں کہ دنیا کی اس مبارک گھڑی کی یاد تازہ کریں جب مادرِ گیتی کے پیٹ سے دونوں جہان کا بادشاہ پیدا ہوا اور قدرت نے عبدالمطلب کی بہو آمنہؓ کی گود کو اس نعمت سے مالامال کیا جس نے دنیا کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ضرورت اور اشد ضرورت ہے کہ سب سے پہلے ہماری سیاہ پیشانیاں اور گناہ گار گردنیں اُس خالقِ موجودات کے حضور میں جھک کر سجدہ شکر ادا کریں جس نے اپنے فضل و کرم سے انسانیت کی اُجڑی ہوئی کھیتی لہلہا دی اور انسانی صورت میں وہ انعام عطا فرمایا جو ہم جیسے گناہ گاروں کو منزلِ مقصود پر پہنچا گیا جس کی پاک زندگی ہمارے واسطے ایک شاہ راہ چھوڑ گئی جس کے مقدس ہاتھ ہمارے

- 98206

Marfat.com

واسطے قصرِ اسلام کی ایک ایسی بنیاد رکھ گئے جہاں کے رہنے والے آج بھی
ملاح کر رہے ہیں۔

زندگی اور موت کے مالک ابراہیم کی التجا کو سننے والے بادشاہِ عرب کی زمین سے مکہ کی خاک سے، مُطلب کے گھر سے، آمنہ کے پیٹ سے نور پیدا کرنے والے آگ میں ابراہیم کی، چُھری کی دھار میں اسمٰعیل کی، قیدِ زنداں میں یُوسُف کی، اندھی آنکھوں میں یعقوب کی پکار پر پہنچنے والے آقا! آج اِس مبارک ساعت میں جب عید میلاد اس کی پیدائش کا وقت ہے تو تیرا نتھا اور حبس کا تو ہے ہماری فریاد سن، ہماری التجا منظور فرما، اور ہماری دعا قبول کر۔

حکیم علی الاطلاق! گناہ گار ہیں رحم کر! اَحکَمُ الحَاکِمِین! مجرم ہیں درگزر کر، خالق! روسیاہ ہیں، معاف فرما کس منہ سے کس دل سے کس زبان سے التجا کریں ہم کو نہ دیکھ ہمارے اعمال کو نہ پرکھ، ہمارے افعال کو نہ جانچ، دیکھ اپنے کرم کو، کریم ہے تو، نظر ڈال اپنے رحم پر، رحیم ہے تو! اور معاف کر ہمارے گناہوں کو علیم حکیم ہے تو.....!

نارِ نمرود کے آسمانی شعلوں کو گلزار بنانے والا تو تھا، بچھڑے ہوئے یُوسُف کو اندھے باپ کے سینے سے چمٹا دینے والی قدرت تیری تھی، آبدار چُھری کی دھار سے اسمٰعیل کو زندہ بچانے والا تو تھا، نوح کی کشتی کو قیامت خیز طوفان میں کنارے پر پہنچانے والی طاقت تیری تھی، صدقہ نوح کی دعا کا، واسطہ ان آنسوؤں کا جو یعقوب کی آنکھ سے یُوسُف کے فراق میں گرے اور طفیل اس کا جو پہاڑ کی چوٹی پر کلیجہ کے ٹکڑے کو تیری راہ میں ذبح کر رہا تھا ہماری دعا قبول فرما، ہماری مرادیں بر لا اور ہماری فریاد سُن!

غفور الرحیم! گناہ گار بندے نادم و شرمسار تیرے حُضور میں حاضر ہوئے ہیں۔

Marfat.com

ہماری زبانیں گندی، ہماری آنکھیں اندھی، ہمارے دل کھوٹے، ہمارے مُنہ چھوٹے، تیری ذات ارفع تیری شان اعلیٰ، تیرا کام کرم، تیرا شیوہ رحم! دِکھا اپنی قدرت کے کرشمے اور قبول کر ہماری دعا، ظاہر کر اپنی شانِ کریمی اور سن ہماری التجا۔

رب العالمین! دل کو ہمت دے، جسم کو طاقت دے۔

دعا کو اثر دے، التجا کو قبولیت، حوصلہ میں جرأت۔

عزیزوں کو خرمی، رزق میں برکت، حوصلہ میں جرأت۔

قلب کو اطمینان، مشکل کو آسان، مقاصد کی تکمیل۔

آفات کی تسہیل، مرنے والوں کی مغفرت، بیماروں کی صحت۔

خیر سب کی خیر دوست ہوں یا دشمن اپنے ہوں یا غیر۔

معصوم بچے گڑگڑا، گڑگڑا کر، توتلی زبان میں تتلا تتلا کر تیرے دربار میں حاضر ہوئے ہیں، تیری سرکار میں ملتجی ہیں، صدقہ اس بچے کا جو آمنہؓ کے پیٹ سے پیدا ہوا، طفیل اس کا جس نے حلیمہ کا دودھ پیا اور واسطہ اس کا جو عبدالمطلب کی گود میں کھیلا، ان بچوں کی فریاد سن ان کی دعا قبول کر، ان کی عمروں میں ترقی دے، مقدر میں اقبال دے، دولت سے خوش حال کر، علم سے مالامال کر، نافرمان لونڈیاں بصد ادب ہاتھ جوڑے اور سر جھکائے اپنی آرزوئیں لے کر اپنی مرادوں کے ساتھ اس وقت کہ مجلس میلاد اس کی ہے جس کی تو نے سنی، ذکر اس کا ہے جو تیرا محبوب تھا اور وقت پیدائش اس کا ہے جو پوشیدہ تھا ابراہیم کی زبان میں اور نوح کے طوفان میں، سر بسجود ہیں، برلا ان کی مرادیں اور سن ان کی فریادیں، مولا کریم ان کے سہاگ قائم رکھ، ان کو راج رہتی دنیا تک تندرستی دے، اِن کے شوہروں کو عمر دے اِن کے بچوں کو برکت دے، رزق میں سہولت دے، میاں بیوی میں محبت دے، بہن بھائی میں شفقت دے، صحت دے بیماروں کو، رہائی دے گرفتاروں کو،

Marfat.com

توفیق دے عبادت کی، شوق دے علم کا، پورے کر ارمان، کر خاتمہ بخیر۔

طائرانِ عرب کی چہکار نے رات کی خوشی کو الوداع کیا۔ زیتون کی بار آور شاخیں تہقہوں میں مصروف ہوئیں، نور کی گھڑی صبا کی گود میں دنیا کے اس نئے مہمان کی آمد کا اعلان کرتی ہوئی جس کے انتظار میں دنیا کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، عبداللہ کے گھر پر نازل ہوئی، آسمانی چاند کی عاشق چکور جس نے پھر فضائے بسیط میں آمنہؓ کے گھر کا طواف کیا، دارابن یوسف کی دیواروں پر زمینی چاند کے شوق میں آبیٹھی، خوش الحان پرندوں کے نغمے، سرسبز درختوں کی موسیقی، صبحِ صادق کا سہانا وقت، کچھ ایسا عالم تھا کہ کائنات کا ہر ذرہ عید میلاد کے نعرے لگانے لگا، تارے جھلملا چکے، پھولوں کی مہک صبا کو عطر میں ڈبو رہی ہے، مکہ کا ذرہ ذرہ آمنہ کے لعل کی تعظیم کو تیار ہو گیا ہے۔ خانہ کعبہ کی دیواریں ساکت و خاموش دعائے ابراہیمی کا وِرد کر رہی ہیں، شرک و بت پرستی کے بے جان بت بادِ صداقت کے تند و تیز جھونکوں سے لرز رہے ہیں اور مبارک و سلامت کی صدائیں ہر سمت سے بلند ہو رہی ہیں۔

سپیدہ سحر کا دامن آہستہ آہستہ وسیع ہو رہا ہے اور قدرت کا ہاتھ بتدریج فضائے شب کو چاک کرنے میں منہمک ہے، ہوا خاموش کو گدگدا رہی ہے اور بلبل چہک کر بآواز بلند کہہ رہے ہیں:

آ ظہور فرما تشریف لا

آمنہؓ کی گود میں، عبداللہ کے گھر میں، ہماری آنکھوں میں، آپہنچی وہ مبارک ساعت اور شبھ گھڑی جس نے دنیا میں ایک تغیر پیدا کر دیا، اور چشم زدن میں ہوا کا رُخ اِدھر سے اُدھر بدلا ہے

Marfat.com

نگاہِ شوق سے ہے منتظر دنیا کا ہر ذرہ
دکھا تو ہم کو اب جلوہ محمد مصطفےٰ آجا

ترے انوار سے روشن ہو گوشہ گوشہ عالم کا
دکھا دے چاند سا چہرا محمد مصطفےٰ آجا

مٹا اسرارِ انسانی، ہٹا اوہام روحانی
درود ہو تجھ پہ اے آقا محمد مصطفےٰ آجا

بچھے ہیں جال نفرت کے، محبت ہے نہ اُلفت ہے
دکھا نقشہ صداقت کا محمد مصطفےٰ آجا

بتوں کی اب خدائی ہے خودی دل میں سمائی ہے
بجا توحید کا ڈنکا محمد مصطفےٰ آجا

ذلیل و خوار ہے عورت، نہ وقعت ہے نہ عزت ہے
بڑھا دے مرتبہ اِس کا محمد مصطفےٰ آجا

بُری گت ہے یتیموں کی غلامی کی سی حالت ہے
مٹا ہے نام شفقت کا، محمد مصطفےٰ آجا

صداقت کام ہے تیرا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نام ہے تیرا
خدا کا واسطہ مولا، محمد مصطفےٰ آجا

چادرِ شب قریب قریب چاک ہو چکی تھی اور شہسوارِ مشرق اپنی پوری جمعیت کے ساتھ یتیم عبداللہ کی پابوسی کو آگے بڑھ رہا تھا کہ بی بی آمنہؓ کے پہلو میں اس بچہ کے رونے کی آواز بلند ہوئی جس پر دنیا کے قہقہے قربان تھے، فضائے آسمانی کی تاریکی نور سے بدلی، رات نے دن کا لباس پہنا اور آسمان نے زمین کے کان

Marfat.com

ہیں دلی مبارکباد پیش کی۔ مکہ کے خوش الحان طائر مصروف نغمہ سنجی تھے، قریش کی عورتیں لڑکے کی پیدائش پر باغ باغ ہوئیں، عبدالمطلب نہال نہال تھے اور آمنہ بی بی کی باچھیں کھل رہی تھیں۔

دنیا سے ناپائیدار کا وہ بہترین انسان جو زندگی کی روح اور انسانیت کی جان تھا ظہور فرما چکا، جس کی پیدائش پر مبارک وسلامت کی دھوم دھام فرش سے عرش تک بلند ہو رہی ہے۔ آمنہؓ بی بی کے کلیجے سے لگا ہوا ہے، وہ نور کی پتلی، روشنی کا قمقمہ جس کی چمک ایک عالم میں پھیلی دنیا میں تشریف لے آیا۔ تخیل کی گلکاری کائنات کے اس پھول پر بصد شوق قربان ہو رہی ہے صحت دماغ سلامتی عقل آنکھیں بند کر کے یتیم عبداللہ کے استقبال کو آگے بڑھی ہے اور بعجز و ادب ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر دُرود وسلام کا حقیر ہدیہ ان الفاظ میں پیش کرتی ہے۔

"بزم میلاد کے دولہا، دل اور جان دونوں تجھ پر سے قربان، عمر اس آرزو میں ختم ہو رہی ہے کہ زندگی پروانہ وار تیرے نام پر نثار ہو، لاریب تو انسان تھا مگر کریم بلاشبہ تو بشر تھا لیکن رحیم! تو نے بندہ بن کر دنیا میں خدائی کی، اور فرش پر بیٹھ کر عرش پر حکومت کی۔ تو خاک نشین تھا مگر تو نے شہنشاہ بنا دیے، تو بیکس تھا لیکن دنیا تجھ پر ایمان لائی، آمنہ کے لال! آسمان وہ ساعت بھول نہیں سکتا جب زمین کا ہر ذرہ تیرا دشمن تھا مگر تیری صداقت نے تجھ کو امین بنایا، جان کے دشمن اور خون کے پیاسے جو تیرے سر کے خواستگار تھے، تیرا کلمہ پڑھنے لگے۔ خالدؓ جیسے عدو کی گردن تیرے سامنے خم ہوئی اور عمرؓ جیسے مخالف نے تیرے قدم چومے، دنیا کی تاریخ تیرے سامنے ششدر اور تیری زندگی دنیا کے سامنے عدیم النظیر ہے ملک کا ہر متنفس تیرے قتل پر کمر بستہ ہو اور تو صداقت و راستی کا تاج سر پر رکھے، دشمن تیرے شیدا ہوں اور اغیار تیرا کلمہ پڑھیں۔ صداقت تیرے گھر سے، امانت تیرے

Marfat.com

در سے، ایثار تیرے دربار سے اور ہمدردی تیری سرکار سے، فدائی تیری بات سے اور حقیقت تیری ذات سے پیدا اور نمودار ہو۔

رسالت کے معنی تو نے بتلائے، نبوت کی تفسیر تو نے کی، انسانیت کا عقدہ تو نے کھولا، بندگی کا راز تو نے بتایا، عبودیت کا مرحلہ تیری شان تھی اور توحید کا ڈنکا تیری زبان! آمنہؓ کے پیٹ سے پیدا ہوتے والے بادشاہ ہم لونڈی غلاموں کا سلام قبول فرما...... ! چمنستانِ تخیل کو اپنے رحم سے تر و تازہ کر، ہمارا حقیر ہدیہ منظور کر، اپنے کرم سے اور اپنے رحم سے ے

خدا کے نام سے نا آشنا ہر ایک انساں تھا | یہ قانونِ عبادت تھا، تعلق تھا نہ رشتہ تھا
وجودِ پاک نے تیرے خدا کا رنگ دکھلایا | زبانِ پاک نے تیری خدا کا نام بتلایا
دُرود ہے تجھ پر اے مولا، سلام ہے تجھ پر اے آقا

قیامت خیز گھڑیاں کفر کی اَلعَظمَۃُ لِلّٰہ | ستم کے سلسلے جاری مظالم کا تھا اِک تانتا
حقیقت تو نے دکھلائی بتایا راستہ سیدھا | خس و خاشاک کو تو نے صفِ اعلیٰ میں پہنچایا
دُرود ہے، تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پر اے آقا

خدا نے زندگی دی، آدمیت تو نے اے آقا | قیاس زنگ آلودہ کو صیقل تو نے دلوایا
فنا انسانیت ہو کر بہیمیت کا دورہ تھا | ہدایت تو نے کی اور امتیازِ نیک و بد بخشا
دُرود ہے، تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پر اے آقا

دغا کا دور دورہ تھا گھڑی آفت کی آئی تھی | جو بارش تھی تو ظلموں کی گھٹا نخوت کی چھائی تھی
محو ہو کر خدا کا نام قوت کی خدائی تھی | مگر ہستی تری نام خدا ساتھ اپنے لائی تھی
دُرود ہے، تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

حیا و خلق و ایماں سب ہوتے تھے یک قلم غارت | نہ تھی کمزور کی عزت نہ کچھ عورت کی تھی وقعت
بجائے کلفت و آفت کے دی آسائش و راحت | غلامی تو نے کی رخصت تو دی عورت کو وقعت

Marfat.com

درود ہے، تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

یتیموں کی طرف تو نے بڑھایا ہاتھ اُلفت کا
دیا بوسہ سروں پر ان کے تو نے رحم و شفقت کا

دکھایا رنگِ انسانی بتایا طرز اُلفت کا
غریبوں بیکسوں پر تو نے رکھا ہاتھ رحمت کا

درود ہے، تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

خدا کا فضل تھا، انعام تھا، نورِ خدا تو تھا
شمعِ توحیدِ باری کی جو سچ پوچھو ضیا تو تھا

ترے احکام نے ختم رسل ساکت زباں کر دی
نہ ہوتا قفل گر منہ پر تو بتلاتے کہ کیا تو تھا

درود ہے، تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

زباں احسان اخلاقی کہاں تک تیرے گنوائے
بکھیرے ہیں جو تو نے پھول کب تک ان کو چنوائے

ترے احسان کا دنیا میں بدلہ ہے تو اب یہ ہے
کہ ذکرِ خیر تیرا خود سنے اور دل کو سنوائے

درود ہے، تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

Marfat.com

عالمِ شیر خوارگی

ابراہیم علیہ السلام کی دُعا قبول ہو چکی، جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی التجا خلیل نے آگ میں کی وہ ظہور فرما چکا۔ اور جس انسان کی پیدائش کا ارمان دنیا کے جلیل القدر پیغمبر اپنے دل میں لے گئے۔ اس وقت آمنہ بی بی کے پہلو میں خاموش لیٹا ہے۔ عبدالمطلب کے خوش نصیب مکان کی مبارک زمین اس کے رونے کا مسرت سے استقبال کر رہی ہے، ہوا کے خاموش ہاتھ اس کو لوریاں دے رہے ہیں اور آفتابِ عالم تاب کی دھندلی روشنی ادب سے تھپک رہی ہے۔

مسلمانو! شوق کی آنکھیں کھولو، اور دیکھو نیند کس احترام سے آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں حاضر ہو رہی ہے۔ رات بھر کی جاگی ہوئی عورتیں کمر سیدھی کر کے لیٹ گئیں، مرد باہر گئے۔ زچہ اپنے بچہ کو لپیٹ رہی ہے، اس کی آنکھیں ساون بھادوں کی جھڑیاں برسا رہی ہیں۔ بے زبان معصوم کے چاند سے چہرے نے بچھڑے ہوئے شوہر کی یاد تازہ کر دی، زبان خاموش رہی مگر دل خون کے آنسو رو دیا۔ عبداللہ کی تصویر آنکھوں میں پھر گئی۔ غور سے دیکھا تو وہ شوہر جس کو آنکھوں سے اوجھل ہوئے مہینوں ہو چکے تھے۔ اس کی نشانی چُپ چاپ پڑی تھی، مطلب اور قریش صانع حقیقی کی اس بہترین صنعت کے مستقبل سے جو یتیم عبداللہ کی صورت میں آمنہ بی بی کے سینے سے چمٹا ہوا تھا

Marfat.com

واقف نہ تھے اور نہ جانتے تھے کہ نیند کا خمار کس ذوق وشوق سے ان رسیلی آنکھوں کو بوسہ دیتا ہوا آہستہ آہستہ جسم اطہر پر چھا رہا ہے اور عقیدت ومحبت کی پلکوں سے جگر گوشۂ عبداللہ کا بچھونا صاف کر رہی ہے۔ پیاری پیاری آنکھیں کھل رہی ہیں اور میچ رہی ہیں۔ یہاں تک کہ نیند نے اپنی آنکھیں مبارک قدموں سے مل کر آغوش میں لے لیا۔

عبداللہ کے یتیم کی پیدائش کو چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر چکے۔ آسمان زمین کعبہ کی افضلیت کا اقرار کر چکا، عبدالمطلب مع اپنے عزیز واقارب کے یادگارِ عبداللہ کے دیکھنے کو گھر میں آئے اور بہو کو صحت وعافیت پر مبارکباد دے کر بچہ کو گود میں لٹا کر پیشانی کو بوسہ دیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنی ہیں تعریف کیا گیا، نام رکھا گیا، اور ہنسی خوشی ماں کی گود میں دے کر باہر نکلے۔ عبدالمطلب پوتے کو دیکھ چکے دکھا چکے، مبارکبادیوں کے پیام لے بھی اور دیے بھی۔ بیٹے کی جواں مرگی۔ سانپ بن کر کلیجہ پر لوٹی، مگر بچہ کی بھولی بھالی صورت اور پیارے نقشے نے صدمہ کی یاد کم کر دی، مسکراتے ہونٹوں سے استقبال کیا اور بشاشتِ دل سے رخصت ہوئے۔

سرتاجِ مکہ کی پیدائش پر مذہب حُسنِ عقیدت کے کیسے ہی پھول برسائے اور حقیقت کتنی ہی گل ریزی کرے، قدرت کے قانون یہاں بھی اپنا کام کریں گے اور مقررہ اصول پورے ہوں گے۔ آمنہؓ بی بی اپنے لعل صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں دودھ دیتی ہیں، مامتا سے بھری ہوئی نگاہیں بچہ کے چہرے پر پڑتی ہیں محبت کا جوش اٹھتا ہے چہرے کی ننھی سی کلی کو پیار کرتی ہیں اور بھینچ لیتی ہیں خدا کی قدرت وہ اپنی نشانی کس طرح دکھاتا ہے اور آناً فاناً خاک کو سونا اور پتھر کو پارس اس طرح کرتا ہے کہ ایک گاؤں کی رہنے والی اور قبیلہ ہوازن کی بسنے والی عورت

Marfat.com

سعدیہ کہاں سے کہاں تک پہنچتی ہے جس گھر میں اور جس محلہ میں، جس خاندان میں، اور جس گاؤں میں بڑے سے چھوٹے تک اور امیر سے فقیر تک کوئی خدا کا نام بھی نہ جانتا تھا وہاں توحید کا دریا کس طرح امڈتا ہے اور رسالت کا چمن کیوں کر لہلہاتا ہے۔ ہوازن کے قبیلہ کو کیا معلوم کہ آسمانِ توحید کا قمر چہار دہم ان کی زمین کو جگمگائے گا، اور خاندانِ سعدیہ کو کیا خبر کہ اس گھر کی زمین پر رسالت کا ایسا پھول کھلنے والا ہے جو تمام فضا کو معطر کر دے گا۔

آمنہ کا لعل صلی اللہ علیہ وسلم آغوشِ حلیمہ میں

جاہلیت کا عرب روشنی کے ہندوستان سے بدرجہا بہتر تھا

بچوں کی تعلیم و تربیت ان کی نگاہ میں نہایت ضروری تھی، غلط محبّت اور اندھی ماتا اولاد کے مستقبل میں خارج نہ ہوتی تھی، ماں باپ بچوں کی زندگی برباد کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا نہ کرتے تھے، جس طرح زبان کی فصاحت و بلاغت کے جھنڈے خاص خاص خاندانوں میں گڑے ہوئے تھے اسی طرح ان کو یہ بھی یقینِ کامل تھا کہ گاؤں کی صاف اور تازہ ہوا شہر کی گندی اور خراب ہوا سے بہتر اور بچوں کی نشو و نما کھلے میدانوں میں گلی کوچوں سے اچھی ہوتی ہے۔ اسی واسطے یہ دستور عام ہو گیا تھا کہ قریش اپنے لڑکے آس پاس کے گاؤں میں بھیج دیا کرتے تھے۔ دودھ پلانے والی انائیں ہر چھٹے مہینے اسی مقصد سے مکہ آتی تھیں اور بچوں کے ماں باپ سے گفتگو اور معاملہ طے کر کے بچوں کو اپنی ذمہ داری پر ہمراہ لے جاتی تھیں۔ اور ان کی طلبی پر زیادہ دن ہو جاتے تو خود ملانے لاتیں اور پھر لے جاتیں، اور یہ سلسلہ کم از کم جب تک بچہ دودھ پیتا، جاری رہتا تھا اور خاص خاص حالات میں اس کے بعد بھی پانچ چھ برس کی عمر تک۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عروسِ عبداللہ یعنی اپنی ماں آمنہ کا

Marfat.com

دودھ پی رہے تھے کہ انائیں بچہ لینے آئیں، قدرت کے ڈالے ہوئے خاموش پردے جنہوں نے مستقبل کو نگاہِ انسانی سے پوشیدہ رکھا ہے، آنکھوں کی اندھی اناؤں کے چہروں پر پڑے ہوئے تھے، یہ لالچ کی بندیاں اور دولت کی دلوانیاں اصلی گوہر کی آب و تاب نہ پہچان سکیں اور غریب و یتیم سمجھ کر وارث والوں اور دولت مندوں پر گریں۔ عبدالمطلب اور آمنہؓ دونوں منہ تکتے رہے مگر کسی نے ادھر کا رُخ نہ کیا۔

حلیمہ سعدیہ جس کو اِس دولت سے مالا مال ہونا تھا اور جس کی خدمات تاریخِ اسلام میں ابدالآباد تک چمکیں اور دمکیں گی۔ محبّت کے قدموں سے آگے بڑھی اور خلوص کی پیشانی عبداللہ کی چوکھٹ پر جُھکا دی اور دار ابنِ یُوسُف کی زمین کو بوسہ دے کر حلیمہ نے عبدالمطلب سے کہا:

"مُطلب بھائی! اپنے کلیجہ کا ٹکڑا اور دودھ کی خدمت میرے سپُرد کر دیں تمہارے لعل صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھوں پر رکھوں گی۔"

عبدالمطلب حلیمہ کو لے کر بہو کے پاس آئے اور دنیا کی بہترین ہستی اور کائنات کا کامل انسان اِس کے حوالہ کیا۔ حلیمہ کا جذبۂ مُحبّت یتیم عبداللہ کے سامنے سجدہ میں گرا اور گراں قدر جذبات کی خواہشیں معصومیت کے اس ڈھیر پر قُربان ہوئیں اور اب شجرِ اسلام کا بے مثل ثمر اور باغیچۂ عرب کا بے نظیر پھول سعدیہ کی آغوش میں کھیل رہا ہے۔

حلیمہ! خوش نصیب! قربان تقدیر کے نثار تیری خدمات اور ان جذبات کے جو تیرے دل میں اور اس دل کے جو تیرے پہلو میں اور اس شئے کے جو تیری آغوش میں اور اس لعل کے جو تیری گود میں پڑا انگوٹھا چوس رہا ہے تیری آنکھیں بینا تھیں کہ حقیقت کی کسوٹی پر بن باپ کے بچہ کو پرکھا اور پتہ لگایا کہ آسمان

Marfat.com

ایمان کے اس چاند کی روشنی ایک عالم کو دمکا دے گی، انصاف کے سرچشمے ان قدموں سے پھوٹیں گے، عرب ان پر فخر اور قریش اس پر ناز کریں گے۔

کیسا نازک اور کتنا درد انگیز وقت ہے کہ آمنہؓ بی بی اپنے بچہ کو مضطرب دل اور روتی ہوئی آنکھوں سے الوداع کر رہی ہیں، عبدالمطلب کی پُرنم آنکھیں اور خاموش نگاہیں دُرِ یتیم کو رخصت کرنے آگے بڑھیں، بی بی آمنہؓ نے رخسار کو اور عبدالمطلب نے پیشانی کو بوسہ دیا ابولہب کی لونڈی ثوبیہ جس کو دودھ پلانے کی عزت حاصل ہوئی تھی سامنے آئی کھڑی دیکھتی رہی اور شہ سُوارِ عربی کی سُواری حلیمہ کی گود میں مکہ سے روانہ ہوئی۔

کس قدر خوش نصیب تھا ہوازن کا قبیلہ، ان کا محلہ اور گھر جہاں خدا کی یہ نعمت برکت بن کر نازل ہوئی، حلیمہ کی بچی شیما نے اس جوہر کی منزلت پہچانی، دل کی آنکھیں محبّت کے نشہ میں جھومتی ہوئی اُٹھیں، سینہ سے چمٹایا، گلے سے لگایا، دونوں ماں بیٹیاں اب دیوانہ وار آمنہؓ کی امانت پر نثار ہوتی تھیں اور اپنی آنکھیں بچھاتی تھیں: ؎

حلیمہ سعدیہ اس لعل (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایسی ہوئی شیدا
کہ اب اس کے سوا اس کو دکھائی کچھ نہ دیتا تھا
اگر دل شاد تھا اِس سے تو گھر آباد تھا اس سے
بصارت تھا وہ آنکھوں کی کلیجہ کی وہ ٹھنڈک تھا
کھلاتی تھی پلاتی تھی ہنساتی تھی، رُلاتی تھی
بچھونا قلب تھا اِس کا تو آنکھیں اِس کی پنگورا
نثار ہوتی تھی چہرے پر فدا ہوتی تھی صورت پر
کبھی قربان پاؤں پر، کبھی ہاتھوں پر پروانہ

Marfat.com

بلائیں چاند سے چہرے کی لے کر پیار کرتی تھی
نہ تھی کچھ فکر پینے کی نہ تھا کچھ ہوش کھانے کا

گلے سے خوب چمٹا کر سلاتی لوریاں دیتی
یہ کہتی سو مرے بالے مرے نورِ نظر سو جا

اُجالا میرے گھر کا ہے مرا بھولا مرا بالا
مرے اس گھر کا گھر والا مرے لختِ جگر سو جا

جوانی کھیلتی آئی تو نندیا مالتی آئی
ادب سے آنکھ میں آئی مرے رشکِ قمر سو جا

امانت آمنہؓ کی ہے تو خدمت ہے حلیمہ کی
رہوں میں سُرخرو مولا مرے خوشیوں کے گھر سو جا

معصومیت کا خاموش طائر اپنے خوش نُما پروں سے شباب کی طرف اُڑتا چلا جا رہا ہے اور وقت کی مہ جبیں حسینہ اپنی پوری رفتار سے اُچھلتی کودتی قدم بڑھا رہی تھی، ریگستانِ عرب کے بگولے اور آندھیاں اپنے کاموں میں مصروف تھیں۔

بی بی آمنہؓ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دائی حلیمہ کی گود میں دو سال سے زیادہ گزر گئے اور وہ ذات جو کیفیتِ عالم کو متغیر کرنے کے لیے پیدا ہوئی تھی گھٹنیوں چلنے لگی، نازک ہاتھوں سے اشارے ہوئے اور مبارک منہ سے پھول جھڑے۔

حلیمہ اور حلیمہ کی بچی ان اشاروں سے اپنا دامن اور پھولوں سے اپنی گود بھر رہی تھیں، آفتاب و ماہتاب سیکڑوں مرتبہ طلوع و غروب ہوئے اور گھٹے بڑھے ہوا نے موسم بدلے درختوں نے ہیئت بدلی اور عربستان کی سرزمین پر وہ دن آیا کہ زمین کی آنکھیں یتیم عبداللہ کی انگشتِ شہادت حلیمہ سعدیہ کے ہاتھ میں

Marfat.com

دیکھیں ؎

زمین تیرے قدموں سے آنکھیں ملے | خوشا گود جس گود میں تو پلے
حلیمہ قدم تیرے سر پر رکھے | خوشا اُس کی قسمت مقدر رہے
یہ دل تیری معصومیت پر فدا | تیرے رُخ پہ قُربان صلِّ علیٰ
مبارک سلامت کی ہے دھوم دھام | شب عیش کی آن پہنچی ہے شام

قدرت کی بلند نگاہیں مخلوق کے اعمال کو دیکھ اور پرکھ رہی تھیں، اعمال کی جزا و سزا کا قانون جس کا زندگی میں بھگتنا حیاتِ انسانی کے واسطے لازم ہے جاری و ساری تھا، مکہ کی بُت پرستی اور مکہ والوں کی بداعمالی روز بروز اور لحظہ بہ لحظہ ترقی کر رہی تھی اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ شرم و حیا کے گوہر آبدار خاک میں ملا کر قریش کے مردوں اور عورتوں نے بے حیائی کے ایسے ڈھنگ دکھانے شروع کر دیے تھے کہ عالمِ بالا کی کائنات منہ ڈھانک رہی تھی بالآخر خدا کا قہر وبا کی صورت میں نازل ہوا اور کڑیل جوان دیکھتے ہی دیکھتے قبروں میں پہنچنے لگے، گھر کے گھر صاف ہو گئے اور حالت یہ ہو گئی کہ موت کے نقارے نے مکہ کی سرزمین سر پر اٹھالی۔

اِدھر تو یہ ہو رہا تھا اور اُدھر حلیمہ سعدیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بی بی آمنہ کے چاند کو ماں سے بچھڑے ہوئے اور رداولے چھوٹے دو سال کے قریب ہو گئے، دودھ پلانے کا زمانہ ختم ہوا، میں اپنی خدمت پوری کر چکی اور جس لعل کو اتنے روز کلیجہ سے لگائے رہی اب جدا کروں، اور عبدالمطلب کی امانت جن آنکھوں سے لی تھی انہی آنکھوں سے واپس کر دوں، اِتنا سوچتے ہی حلیمہ کے دل پر چوٹ سی لگی، اندیشۂ فراق درد بن کر دل میں اُٹھا، آنکھ سے آنسو نکل پڑے اگر ایمان کی روشنی نے قلبِ مجروح پر مرہم رکھا، انصاف نے تسکین دی اور بی بی آمنہ رضہ کی مامتا صبر کی صورت میں سامنے آکھڑی ہوئی اور سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو ساتھ لے کر مکہ روانہ ہوئی۔

منزلِ مقصود پانچ فرلانگ تھی دوپہر کے آفتاب کی تیز کرنیں حلیمہ کے اونٹ کا جائزہ لینے آگے بڑھیں، ہوا گرم ہوئی اور لو تیز، دائی حلیمہ گنجان درختوں میں اُتر پڑی گرم ہواؤں نے تھپکا، زیتون و کھجور کے پتے موسیقی میں مصروف ہو کر لوریاں دینے لگے، حلیمہ پر نیند کا غلبہ ہوا اور کائنات کی وہ بے مثل نعمت جو ایک معصوم صورت میں سپرد تھی کھیلتی مالتی آگے بڑھ گئی، حلیمہ بے خبر پڑی سوتی تھی اور عبداللہ کا یتیم بچہ قدرت کے تماشے دیکھ رہا تھا، دھوپ اس کے پاؤں کی رفتار کے ساتھ گردش کر رہی تھی اور درختوں کا سایہ اس ننھے سے قدم پر نثار تھا۔ نچلی نے بے فکری کا خلعتِ گراں بہا زیب تن کر دیا اور پروازِ معصومیت آمنہ رضی کے لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں لیے چاروں طرف اڑنے لگی۔ موسم کی گرمی نے حلیمہ کی آنکھوں پر پردے ڈال دیے اور امانت سے بے خبر ہو گئی جس کے ساتھ جان لڑی ہوئی تھی، درختوں کا سایہ معصومیت کے اس ڈھیر کو جو بچہ کی صورت میں مناظرِ قدرت کا مشاہدہ کر رہا تھا کہیں کا کہیں لے گیا۔ زمین نے شوق کی آنکھیں بچھائیں اور خاموش پتے اُچھلتے کودتے استقبالِ معصومیت کو آگے بڑھے ہوا کے جھونکے دست بستہ سامنے آئے اور ادب سے راگ شروع کر دیا۔ حلیمہ کے نازک ہاتھوں کے بدلے آفتاب کی تیز شعاعیں لوریاں دے رہی تھیں، نیند غائب ہوئی اور ماں کی آغوش سے بچھڑا ہوا بچہ دائی سے دور نرم نرم پتیوں پر لیٹ گیا۔

خوش نصیب تھے وہ پتے جن کے خاموش منہ اس جسم کو بوسے دے رہے تھے، جس کی نزاکت گلاب و یاسمین کو شرما رہی تھی سنسان دوپہر نے کائنات ارضی کی بے مثل پیداوار کو اپنے سینے سے لگایا، جنگل محافظ بنا اور آمنہ کا لال

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم قانونِ قدرت کے تحت دنیا سے بے خبر ہوگیا۔
تند و تیز ہوا کے ایک گرم جھونکے نے حلیمہ کو جھنجھوڑا، اٹھی، اِدھر اُدھر نظر دوڑائی، آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا مگر عبداللہ کی امانت نظر نہ آئی، ہوش اُڑ گئے چاروں طرف دوڑتی پھری، آوازیں دیں، چیختی چلائی، تڑپی بلبلائی، نا اُمیدی کی بجلی نے خرمنِ صبر کو جلا کر خاکِ سیاہ کر دیا۔

دودھ کا جوش دل میں کچھ کے لے رہا تھا۔ بلند آوازوں سے صدائیں لگاتی تھی، خاموش آنکھوں سے گنجان درختوں میں گھورتی تھی اور چپ چاپ لپتے ہاتھوں سے جھنڈوں کو ٹٹولتی تھی کہ شاید چھوٹی ہوئی آواز اور بچھڑی ہوئی صورت کانوں اور آنکھوں کو منور کر دے۔

دھاڑیں مار مار کر روئی اور چیخ چیخ کر جنگل سر پر اُٹھا لیا، آفتاب سے خطاب کیا۔ درختوں سے باتیں کیں، پرندوں سے دریافت کیا چرندوں سے پوچھا وہ دیوانہ وار ہر سمت آوازیں دے کر دوڑنے لگی۔ آفتاب اس کی دیوانگی پر ہنسا، زمین اس کی عقل مندی پر مسکرائی، ہوا نے قہقہے لگائے، دھوپ نے ٹھٹھے مارے مگر اس کی کیفیت میں تغیر اور حالت میں فرق نہ ہوا، کلیجہ پر گھونسے مارتی تھی، درختوں کو چمٹتی تھی، ہوا کو لپٹتی تھی، دھوپ کی خوشامدیں، ہوا کی منتیں، جانوروں کی التجا ہر تدبیر بے کار اور ہر کوشش بے سود تھی، شکستہ دل کی صدائیں زبان کے آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی وحشت خیز جنگل میں رس گئیں اور محمد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعروں سے جنگل گونج اُٹھا، بلبلاتی تھی اور پکارتی تھی، روتی تھی اور کہتی کہ جنگل کے رہنے اور بسنے والے جاندار اور بے جانو! مجھ غریب الوطن حلیمہ کا معصوم بچہ تمہارا مہمان تھا تم نے دغا کی اور میرے کلیجہ کا ٹکڑا مجھ سے چھین لیا۔ میری آنکھیں پھوٹ رہی ہیں، میرا دل رو رہا ہے۔ میری جان نکل رہی ہے اور میرا خون خشک ہو رہا ہے،

Marfat.com

مجھ پر رحم کرو، انصاف کرو، کرم کرو، مجھ مُردے کو جلادو، اور میرا بچھڑا ہوا لعل میرے کلیجہ سے چمٹوادو، مکار درختو! دغا باز بھیڑیو! خدا کا واسطہ! اپنے معبود کا صدقہ! ایمان سے کام لو اور میری فریاد سنو! ریت کے ذرو! اور آفتاب کی شعاعو! پتہ بتاؤ میرے لعل کا، درخت کے پتو اور جنگل کے تنکو! نشان دو میرے معصوم کا اس کی بھولی بھالی صورت میرا کلیجہ مسل رہی ہے، اس کی پیاری پیاری باتیں میرے دل کے ٹکڑے اُڑا رہی ہیں۔ ہوا کے ظالم جھونکوں تم دردِ محبّت سے ناآشنا ہو چمکتے ہوئے سورج کی تیز کرنو! تم مامتا سے ناواقف ہو، زمین پر مُنہ رکھے خاموشی سے چرنے والی بھیڑ! تیرے بھلروا سے لال رہیں اور بڑھیں میری مدد کر، دُکھیاری ہوں مصیبت کا پہاڑ سر پر ٹوٹ پڑا، زندگی وبال ہوگئی، میرے گھونگھریالے بالوں والا، میرا میناسی باتیں ملکاتے والا، جس کے منہ سے پھول جھڑتے تھے جس کے ہونٹوں سے خوشبو آتی تھی مجھ سے بچھڑ گیا، مامتا والی بکریو آؤ میرے بچہ کو تلاش کرو، بچوں والی اونٹنیوں، چرنا چھوڑ دو اٹھو اور میرا لعل ڈھونڈو۔

بلبلاتی ہوئی ہر سمت دوڑی، مگر محروم آنکھیں اس جمال سے مشرف نہ ہوئیں اور وہ آواز جس کو دل ڈھونڈ رہا تھا کان میں نہ آئی۔ مایوس نظریں تھک کر گریں، اور ناامید دل ڈھونڈ کر ہارا خیال آیا کہ آمنہ کے سامنے کس منہ سے اور عبدالمطلب کے روبرو کس دل سے جاؤں اور کہوں کہ تیرا لعل کھو گیا، اطلاع دوں کہ تیرا بچہ گنوا آئی، روتی ہوئی چلی اور تڑپتی ہوئی بڑھی، رستہ بھر کلیجہ پر گھونسے لگاتی اور درختوں سے ٹکریں مارتی عبداللہ کے گھر پہنچی۔

آمنہ دنیا کی مشاغل میں بیٹھی تھی کہ گریہ وزاری کی آواز کان میں آئی۔ سامنے دیکھا تو حلیمہ دروازہ میں کھڑی روپیٹ رہی ہے۔ مامتا نے ہوش اُڑا دیے

Marfat.com

اور بچہ کی تصویر آنکھ کے سامنے پھر گئی۔ بے ساختہ چلا اُٹھی :ے

میرا بچہ تو ہے اچھا ؟ تو کیوں روتی ہوئی آئی

یہ کیا حالت ہوئی تیری بتا تو خیر ہے دائی

مرا دُولہا کہاں چھوڑا ؟ ہوئی ہے گود کیوں خالی

بتا جلدی سُنا جلدی خبر دے ساتھ کیا لائی

ہزاروں وہم ہوتے ہیں کلیجہ مُنہ کو آتا ہے

قیامت ہے ترا رونا غضب ہے تیری تنہائی

پریشاں یہ تری صورت کسی صدمہ کی شاہد ہے

خبر کچھ اور دیتی ہے یہ تیری شکل مُرجھائی

ترے کمھلائے ہونٹوں میں کوئی آفت ہے پوشیدہ

علیمہ ہے نشانِ رنج رنگت تیری سنولائی

تو ہنستی بولتی رخصت ہوئی بچہ مرا لے کر

ہوئی واپس، تو اب ہے اس طرح سے شکل دِکھلائی

حلیمہ تیرے قربان شکل بچہ کی دکھا مجھ کو

پڑی ہے تجھ پہ کیا بیتا، ارے کچھ تو بتا مجھ کو

بی بی آمنہ کے اضطراب نے حلیمہ کی حالت اور غمناک کردی، بلبلاتی ہوئی آگے بڑھی اور رو رو کر کہا کہ جنگل کے درختوں نے زیتون کے پتوں اور گھاس کے تنکوں نے تیرا بچہ مجھ سے چھینا، چپہ چپہ ڈھونڈا، کونہ کونہ دیکھا، گوشہ گوشہ چھان مارا، آسمان نے دغا کی زمین نے دھوکا دیا اور جنگل نے آنکھیں بدلیں، اچھا بھلا جیتا جاگتا کھیلتا ماتا چھوڑ کر بیٹھی، ہائے ہوا کے جھونکوں نے مجھ سے دشمنی کی اور نیند کا پردہ میری آنکھوں پر ڈال دیا، ہوشیار ہوئی تو تیرا چاند میرے پہلو سے جدا تھا، کیا

Marfat.com

کہوں، کس منہ سے کہوں اور کس دل سے بتاؤں کہ کیا ہوا اور کیونکر ہوا اور کس طرح ہوا، آمنہ گناہ گار ہوں، مجرم ہوں جو چاہے سمجھ اور جو سمجھ میں آئے کہہ! گردن تیرے خوف سے اونچی نہیں ہوتی اور زبان ندامت سے اُلٹتی نہیں ......
آمنہ تیرا لعل کھو گیا.....!

ماں ایک چیخ مار کر یہ کہتی ہوئی گری...." ہائے میرا بچہ...." اور بھوکی آواز ہوا میں گونجتی ہوئی باہر پہنچی، عبدالمطلب گھبرا کر اندر آئے، کیفیت دیکھی، حقیقت سُنی، حلیمہ کو ساتھ لیا اور اس جگہ پہنچے۔

آفتاب کی آنکھیں ٹمٹا رہی تھیں، لُو کے جھکڑ کمزور ہو چکے تھے، مگر زمین سنگلاخ اب تک شعلے اُگل رہی تھی، مُطلب کی نگاہیں چاروں طرف ڈھونڈھتی ہوئی گُنجان درختوں میں کیا دیکھتی ہیں کہ رومانِ عرب کا دمکتا ہوا تارہ اور چمکتا ہوا چاند پتوں میں جگمگا رہا ہے، باواز بلند کہا، حلیمہ اِدھر دیکھ، حلیمہ جھپٹی، بچہ گود میں اُٹھایا اور یہ مختصر سا قافلہ وطن روانہ ہوا۔

گھر پہنچے تو ممتا کی ماری ماں دروازہ میں کھڑی تھی، آنسوؤں کی زار و قطار لڑیاں آنکھ سے جاری تھیں، رات کا اندھیرا ہر سُمت چھا رہا تھا۔ جب آمنہ (رضی اللہ عنہا) کے کانوں نے قدموں کی آہٹ سُنی تو شفقتِ مادری حیا پر غالب آئی، کہنے لگی "حلیمہ میرا بچہ ملا"، وہ عجیب لمحہ تھا، آمنہ (رضی اللہ عنہا) کا کلیجہ دھکڑ دھکڑ کر رہا تھا اور کان جواب کے واسطے تڑپ رہے تھے، مُطلب خاموش تھے مگر مسرت چہرے پر کھیل رہی تھی، حلیمہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا.....لے آمنہ (رضی اللہ عنہا) "تیرا بچہ تجھ کو مبارک ہو...!"

بے قراری اطمینان سے اور گریہ وزاری مسرت سے بدلی، روتی ہوئی اماں کے محبت بھرے ہاتھ آگے بڑھے، بچہ کو گود میں لیا اور خوشی کے آنسو آنکھ سے نکل گئے۔ دفعتاً خیال آیا کہ موسم سخت اور ہوا خراب ہے وبا کا زور انتہا کو پہنچ گیا ہے

Marfat.com

اور موت کا شور گھر گھر بلند ہو رہا ہے، رات آنکھوں میں کاٹی اور صبح ہی حلیمہ سے کہا:۔

بچہ کو چند روز کے واسطے لے جا، بیماری کم اور وبا ختم ہو جائے تو پہنچا دینا حلیمہ یہ سُن کر عبدالمطلب کی صورت دیکھنے لگی، اور رو کر جواب دیا:۔

بیوی! پال کی آگ پیٹ سے زیادہ ہوتی ہے، میرا دل ہی جانتا ہے کہ اس دولہا کو کس طرح لائی ہوں، آمنہ رض جدائی کا پتھر کس طرح دل پر رکھا، جانتی ہوں کہ یہ پھول سا چہرا ایک نہ ایک دن مجھ سے بچھڑنے والا ہے، تیرا لعل (صلی اللہ علیہ وسلّم) تجھے نصیب ہو، میں تو خدمت کرنے اور پال دینے والی تھی، میں نے دودھ پلایا، خدا نے مدد کی اور آج میرا دولہا جو کل میری اور تیری گود میں انگوٹھا چوس رہا تھا، پاؤں چلنے کے قابل ہو گیا، بیوی جس آگ کے شعلے کلیجہ بھون رہے ہیں، دو چار روز میں دب جائے گی، آنکھیں رو دھو کر خاموش اور دل تڑپ کر صحیح ہو جائے گا، یہ جانتی ہوں کہ جب تک جان میں جان ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دل سے نہ جائے گی اس کی جدائی میں رو دوں گی جب تک زندہ ہوں اور تڑپوں گی جب تک دم میں دم ہے مگر میرا کام ختم ہو چکا، اور میں جو آگ دبا چکی ہوں اب اُس کو کیوں کریدتی ہو؟ میری بچی شیمہ نے جو تیرے سامنے کھڑی ہے تیرے بچہ کی جدائی پر کہرام مچایا مگر خدا صبر دیتا ہے، مجھے تو اسی کے لالے تھے کہ جن آنکھوں سے قریش کے چاند کو لے گئی تھی ان ہی آنکھوں سے واپس کر دوں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے مجھے سُرخرو کیا اور دل کا خدا ہی حافظ ہے، مگر وہ لال جو دو سال میرے کلیجہ پر سویا اور سینہ پر لیٹا تجھے واپس کر رہی ہوں، میں نے سوچا تھا کہ ہم دونوں ماں بیٹیاں حلیمہ اور شیمہ جب دل بگڑے گا اور یاد ستائے گی تو آکر صورت دیکھ لیں گی، اب پھر لے جاؤں، اس میں شک نہیں کہ آنکھوں کو سکھ اور کلیجہ ٹھنڈا ہو گا، لیکن جدائی کا

Marfat.com

وقت جو بھگت چکی ہوں وہ پھر آئے گا اور جو سماں کل سے اب تک دیکھ رہی ہوں دوبارہ دیکھنا پڑے گا۔ بوی آمنہ! خدا تجھ کو بچہ مبارک کرے، مگر یاد رکھ یہ بچہ معمولی بچہ نہیں ہے، آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں اس کو اُلٹ نہیں سکتی۔ حکم کی تعمیل کرتی ہوں، اور لے جاتی ہوں"

حلیمہ اور شیمہ دونوں ماں بیٹیاں آمنہؓ کے لال کو لے کر اونٹ پر سوار ہوئیں اور گھر پہنچیں، وبا جو بی بی آمنہ کو دہلا رہی تھی بالآخر ختم ہوئی اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ سال ہی کی تھی، حلیمہ روتی دھوتی آمنہ کی امانت واپس کر گئی، خوش نصیب تھی حلیمہ، اس کی بیٹی شیمہ اور اس کا شوہر حارث جنہوں نے چھ سال تک خدمت کی سعادت حاصل کی، اور قریشی شمع پر شب و روز پروانہ وار نثار ہوئے کیسے اچھے بھاگ تھے قبیلہ ہوازن کے جس کی گود میں فخر الموجودات (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہ زبان سیکھی جس پر خود بھی فخر فرماتے تھے۔

آمنہ کا لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ کے مزار پر

بچوں والی مائیں، اولاد والے باپ اس کیفیت کا اندازہ اچھی طرح کر سکتے ہیں جو آمنہ بی بی کے قلب پر گزر رہی تھی، شوہر کی موت جس نے دنیا آنکھوں میں اندھیری کر دی تھی، عبدالمطلب کی دلداری اور اپنی کوشش کے باوجود ایک لمحہ کو بھی دل سے فراموش نہ ہوتی تھی۔

جب رات کے سنسان وقت میں بے خبر لعل کے رخسار کو بوسہ دیتی اور ننھے ننھے ہاتھ جوڑ کر گلے میں ڈالتی اور معصومیت کے پاک جسم کو کلیجہ سے لگاتی تو شفقتِ مادری فراقِ شوہر کا استقبال کرتی ہوئی آنسوؤں کی صورت میں آنکھ سے نکلتی۔ ماماتا ٹھنڈے سانسوں کی خاموش فضا میں داخل ہوتی اور بچھڑے ہوئے عبداللہ کی صورت ایک آہ کی صورت، ایک آہ کی ہیئت میں نمودار ہو کر دل کا کنول

Marfat.com

مرجھا دیتی۔

عبداللہ کی جدائی کا صدمہ بجائے زائل ہونے کے اور زیادہ ہو رہا ہے۔ دل کہتا تھا کہ بچہ کی بہار دیکھنے والی آنکھیں ہمیشہ کی نیند سو گئیں۔ اور خود کہتی تھی کہ اس پھول پر قربان ہونے والا بلبل خزاں کے ایسے جھپیٹے میں آیا جس میں کبھی جان نہ آئے گی۔

آفریں و مرحبا کے بے شمار نعرے بی بی آمنہؓ کے پاک جذبہ پر کہ بچہ کو لے کر باپ کی قبر پر جاؤں اور شوہر کی روحانی آنکھیں کلیجہ کے ٹکڑے کو دیکھ لیں، بچے کی زندگی میں شریک زندگی کو بعدِ زندگی بھی شریک رکھوں اور دکھا دوں کہ وہ ننھی سی جان جس کو پیٹ میں چھ مہینے کا چھوڑا تھا، آج اپنے پاؤں پر چل کر تجھ سے ملنے آیا ہے، دادا نے ہنسی خوشی اجازت دے دی۔ اور دونوں ماں بیٹے روانہ ہوئے۔

بی بی آمنہ رضؓ کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ وہ جس جگہ کا ارادہ کر رہی اور جہاں جا رہی ہیں اور جس مقام پر ان کا شوہر عبداللہ دفن ہے یہ اس بچہ کی بدولت، اس لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اور اس معصوم کے صدقہ میں اتنا مقدس اور ایسا پاک اور اس قدر متبرک ہوگا کہ زمین کا ہر حصہ اس کو سجدہ کریگا اور پردۂ دنیا کی ہر سمت سے لوگ اس کی زیارت کو آئیں گے، یہاں کی خاک دنیائے اسلام کی آنکھوں کا سرمہ ہوگی اور کائنات کی سبز بن نشے اس عُروسُ البلاد کی انگوٹھی کا نگینہ بنے گی۔ مدینہ لاتعداد انسانی جذبات کا مرکز ہوگا اور زیادہ نہیں قریب قریب ایک تہائی صدی بعد بڑے بڑے تاجدار اس زمین پر گردنیں جھکا دیں گے۔ اور وہ معصوم جو اس وقت میری گود میں ہے، ایسا شہنشاہ ہوگا کہ جلیل القدر بادشاہ اس کے قدموں میں گریں گے اور ہیں جس کی معصومیت پر قربان ہو رہی ہوں

Marfat.com

اس کی صداقت انکے عالی شان محلوں کو مٹا دیگی جو نخوت و تکبر کے گارے پر قائم ہیں۔

صبح صادق کا سہانا وقت ہے اور خاندانِ قریش کی ایک خاتون اپنے چھ سال کے بچے کو لیے شوہر کی قبر پر کھڑی ہے، اسکی خاموش زبان اپنے درد کی داستان سنا رہی ہے، شکایتیں آہ بن کر لب پر آئیں اور مصائب کی ناقابلِ برداشت اذیت آنسو بن کر آنکھ سے نکلی، ہاتھ بچے کے سر پر ہے اور نگاہ شوہر کی قبر پر، اس نے چاروں طرف دیکھا اور سنسان جنگل میں جہاں ہوا کی لہریں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اپنے ٹھنڈے سانسوں کے ساتھ اس کی محبت کا تحفہ اور نگاہ کی یادگار اپنا بچہ پیش کیا، دل خون کے آنسو رو دیا، قبر کی خاک آنکھ سے لگائی اور آسمان کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

قربان ان پیاری پیاری نظروں کے جو مڑ مڑ ماں کا منہ دیکھ رہی ہیں اور نثار اس بھولے بھالے دماغ کے جو فلسفۂ زندگی کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو حل کر گیا، مگر اس وقت خاموش ہے، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماں کا ہاتھ پکڑے اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں۔ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا شوہر کی قبر سے فارغ ہو کر بچے کو لیے اُم ایمن کے پاس آئیں، یہ اس سفر میں ساتھ تھیں۔ مہینہ بھر کے قریب قیام رہا اور اس کے بعد آخری مرتبہ شوہر کی قبر سے رخصت ہو کر دونوں ماں بیٹے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات

حیاتِ انسانی کی کسوٹی پر دنیا آزمائش کا ہاتھ اسی طرح بڑھاتی ہے سننے والوں کے کلیجے شق ہوں، قدرت ایک ننھی سی جان کی آزمائش کرتی ہے اور چھ سال کا بچہ جسے باپ کی شفقت میسر نہ ہوئی، آج ماں کی مامتا سے محروم ہوتا ہے، بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں، دو سال کے بچہ کو چھ سال کا کرنے کے واسطے شوہر کی موت کا صدمہ ساڑھے چھ سال کی طویل مدت میں بھی زائل نہ ہوا۔

Marfat.com

عبدالمطلب کی محبّت بہو کے زخم کا اندمال نہ کر سکی اور بچھڑوا سے لعل صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس نقصان کی تلافی نہ کی، مدینہ پہنچ کر یادِ حبیب نے اور کچوکے دیے، جب بے چینی زیادہ ہوئی اور بے قراری حد سے گزر جاتی تو اس کی یادگار معصوم بچہ کو کلیجہ سے لگا کر دل ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتیں، لیکن یہاں حالت اور بھی ردی ہوتی اور دل صدا دیتا کہ وہ دم کہ جس پر میری اور میرے بچہ کی زندگی کا انحصار تھا فنا ہو گیا، اور دادا کے سوا کوئی اتنا نہیں کہ میرے یتیم کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ لے۔ یہ خیالات اس قدر غالب ہوئے کہ اصل مقصد ہاتھ سے جاتا رہا اور بچہ کی پرورش کا فرض آنکھ سے اوجھل ہوا، مدینہ کی آب وہوا راس نہ آئی، اسی حالت میں سفر کیا طبیعت کی خرابی رستہ کی تکان، کیفیت زیادہ بگڑ گئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بی بی آمنہؓ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا، اور اس کے ساتھ ہی بچہ کے خیال نے دل بٹھا دیا، مگر بی بی آمنہؓ کو یہ معلوم نہ تھا کہ قدرت اپنے یتیم کی کس طرح پرورش کرے گی اور تکالیف و مصائب کے بحرِ ناپیدا کنار میں اپنے ہاتھ سے کنارے صحیح سلامت پہنچا کر ڈنکے کی چوٹ پر اس احسان کا اعلان کرے گی اور کہے گی کہ تجھ کو یتیم پا کر ہم نے پرورش کی۔

ابوا پہنچ کر بی بی آمنہؓ سفر کے قابل نہ رہیں اور آثارِ موت ظاہر ہونے لگے اب وہ وقت آ رہا تھا کہ جس سر سے باپ کا سایہ ماں کے پیٹ ہی سے اُٹھ گیا وہ ماں کی مامتا سے بھی محروم ہو جائے اور دادا کے سوا اس دنیا میں کوئی رفیق و مددگار نہ ہو، بی بی آمنہؓ نے اپنے معصوم کو جو خاموش ماں کی صورت دیکھ رہا تھا پاس بلا کر گلے سے لگایا اور دنیا سے رخصت ہوئیں۔

عبدالمطلب کی رحلت

عبدالمطلب کی آنکھیں بیٹے سے زیادہ بہو کی موت پر اس لیے روئیں کہ اب پوتے کی تمام

Marfat.com

ذمہ داری ان کی ذات پر تھی، اس اعتبار سے شاید عبداللہ کی موت عبدالمطلب کے واسطے اتنی سنگین نہ ہو، گھر بھر کا بڑا بوڑھا کنبہ کا منڈھ جو چاہو سمجھ لو، پوتے کے واسطے باپ کی شفقت، ماں کی محبت، دادا کی عنایت دادی کی اُلفت، جو کچھ تھی ایک عبدالمطلب کی ذات میں اور یہ خدمت فرض تھی، ہر ضرورت دادا نے نہایت محبت سے انجام دی مگر قدرت کے مراحل سے تجربہ کار دادا اور معصوم پوتا دونوں بے خبر تھے۔ خدائے بہتر و برتر قدم قدم پر اپنے محبوب کی کیفیت دیکھ رہا تھا کہ مصائب کا وزن کس طرح بتدریج ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ نو سال کی عمر میں ایک یتیم بچے کے سر سے ماں باپ اور دادا دادی سب کا سایہ اُٹھ گیا۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کی پرورش میں پہنچے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کی نگرانی میں

جب عبدالمطلب کا وقت آخر ہوا اور زندگی کی اُمید باقی نہ رہی تو ان کو سب سے زیادہ فکر پوتے کی پرورش کی تھی، انہوں نے خاندان کو جمع کیا اور کہا:

"میں ایک یتیم بچہ جو ماں اور باپ دونوں کی شفقت سے محروم محتاج پرداخت چھوڑتا ہوں، یہ میرے مرنے والے اس عبداللہ کی نشانی ہے جو لڑکوں میں مجھے سب سے زیادہ عزیز تھا، میں چاہتا ہوں کہ اس کا انتظام موت سے پہلے کر دوں اور اپنے سامنے اس کا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں دے کر رخصت ہوں۔"

عبدالمطلب کی تقریر سن کر ان کے لڑکے اور دوسرے عزیز پرورش و تربیت کے وعدوں سے آگے بڑھے اور اس خدمت پر نہایت خاموشی سے آمادگی ظاہر کی، مگر ابو طالب کے الفاظ میں صداقت کی ایسی جھلک نظر آئی کہ عبدالمطلب نے یہ امانت انہی کے سپرد کر دی۔

Marfat.com

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکپن

لاریب ابوطالب نے جیسا وعدہ کیا اس سے زیادہ بھتیجے کی خدمت کی اور انتہائی کوشش کی کہ یتیم دل سے ماں اور باپ کی موت بھلا دیں، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر نو سال کی تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات کچھ ایسی غیر معمولی تھیں کہ قریش ہی نہیں تمام اہلِ مکہ کی نگاہیں اُٹھنے لگیں۔

حسن عقیدت کا زریں لباس اتار کر آج دیکھنا ہے کہ آسمانِ رسالت کا یہ کوکب درخشندہ جس کو قمر چہار دہم بن کر ایک دنیا کو جگمگانا ہے، منازل ابتدائی کس طرح طے کرتا ہے، زمین کی آنکھیں حقیقت کی روشنی میں دیکھتی ہیں اور صداقت سے لبریز دل و دماغ واقفیت سے کیونکر مغلوب ہوتے ہیں۔

غیر مسلم مؤرخ جنہوں نے باغیچۂ اسلام کے اس شاداب پھول پر چاروں طرف سے آگ برسائی ہے اور جن کی گستاخ قلم نکتہ چینی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی عہدِ معصومیت پر بحث کرتے ہوئے ان واقعات سے ہم نوا ہونے پر مجبور ہیں جنہوں نے ہر ایمان دار کا سر دربارِ رسالت پر جھکا دیا۔ وہ وقت ہے کہ پرستارانِ کلمۂ توحید جوشِ محبت اور ذوقِ عقیدت میں مسرت کا جس قدر اظہار کریں کم ہے، واقفیت اپنا سکہ دشمنوں کے دل پر اس طرح بٹھاتی ہے کہ برات اسلام کے دولہا کی بزمِ حقیقت میں تشریف لانے سے پہلے ہی وہ پھول برسانے

Marfat.com

کے سوا کوئی چارہ نہیں دیکھتے، سمندر پار رہنے والے ایک دریدہ ذہن کا اعتراف ہمارے الفاظ کا لباس پہن کر اس طرح نمودار ہوتا ہے۔

سرزمین عرب پر رات کی تاریکی چھا چکی ہے اور یہ وہ ساعت ہے کہ زندگی کا ہر گناہ مکہ کی آغوش میں پورا ہو رہا ہے، شراب اور جوئے کی محفلیں الگ ہیں، ناچ رنگ کی مجلسیں جدا، عیاشی کے جلسے ایک طرف ہیں تو بد معاشی کی تجویزیں دوسری طرف، آوارہ اور بدکار لڑکے شباب کے استقبال میں سرگرم اور وہ زمین جو آج ارضِ مقدس کے نام سے مشہور ہے اس کا بچہ شراب نخوت میں مدہوش ہے حقیقت اس کے بعد مجبور کرتی ہے کہ اپنے کندھے تاریخ کے سامنے جھکا دے اس لیے تڑپ کر یہ الفاظ نقل کرتا ہے جو درحقیقت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے "میں اس زمانہ میں بکریاں چراتا تھا۔"

اللہ کیسا نازک وقت ہوگا، جب بن باپ کا دریتیم قریشی عمامہ سر سے باندھے بانس کا ٹکڑا ہاتھ میں لیے جنگل میں پھرتا ہوگا، ہوا دہن مقدس کے بوسے لیتی ہوگی اور زیتون کے درختوں کا سایہ جسم اطہر پر نثار ہوتا ہوگا۔

"ایک روز میں نے ایک چرواہے بھائی سے کہا کہ آج رات کو میری بکریوں کی دیکھ بھال تم کرنا۔ میں شہر میں جاؤں گا اور نوجوانی کے لطف اور مزوں کو دیکھوں گا شاید میں بھی ان میں شریک ہوں۔"

معصومیت کے کھیل ننھے یار لڑکپن کی باتیں، مگر فطرت انسانی کا تقاضا تھا اور یہ معلوم نہ تھا کہ نظام قدرت اس خواہش پر کس طرح غالب آئے۔ غروب کے بعد شہر میں داخل ہوا تو ایک شادی رچ رہی تھی اور ناچ گانا ہو رہا تھا جانے کا قصد کیا مگر نیند اس غضب کی آئی کہ پتھر پر سر رکھ کر لیٹا اور یہ سوچا کہ تھوڑی دیر بعد جاؤں گا، مگر صبح کو آفتاب کی شدت سے آنکھ کھلی، دوسرے دن بھی

Marfat.com

یہی ہوا، اور پھر کبھی ایسا خیال پیدا نہ ہوا۔"

اس سے آگے بڑھ کر دشمن کی زبان خاموش ہے اور تعصب آنکھیں اندھی کر دیتا ہے اور معمولی واقعہ بتا کر ٹال دیتا ہے اور یہ نہیں کہ وہ پھول جس کو قدرت نے اس لیے منتخب کیا تھا کہ عالم کو مہکا دے، اس کی ہر پنکھڑی کا ہر ذرہ حیاتِ انسانی کی لغزش سے پاک تھا۔

قریش امین کا خطاب دیتے ہیں

گو رسالت کی کوئی جھلک اب تک نمودار نہ ہوئی تھی مگر قریش جن کے دل و دماغ زندگی کی بہاروں پر مٹ رہے تھے، یہ رنگ دیکھ کر دنگ تھے کہ آمنہؓ کا لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کی خرافات سے دور ہم عمروں سے الگ تھلگ سنجیدہ اور خاموش زندگی بسر کر رہا ہے، دوپہر کے سنسان وقت اور رات کی رنگیلی گھڑیوں میں جب دوسرے لڑکے کھیل کود اور ناچ رنگ میں منہمک ہوتے ہیں، اس کا معصوم دماغ غور و خوض کے بعد قوانینِ فطرت سے مغلوب ہو جاتا ہے اور رسیلی انکھڑیوں میں نیند سما جاتی ہے۔ بڈھوں کی زبان پر بچے کے چرچے تھے اور نور کی پتلی کا جمال شیطنت کے مجسموں کی آنکھوں کو چندھیا رہا تھا، عقلیں حیران اور دماغ پریشان تھے، بڈھے اور جوان متحیر و متعجب تھے کہ عبداللہ کا یتیم فرشتہ ہے یا انسان کہ زندگی کا کوئی عیش اور دنیا کا کوئی سامان اس کا ایمان متزلزل نہیں کر سکتا، قریش اگر سمجھ جاتے اور بھانپ جاتے کہ جس کا بچپن آج عقلیں چکرا رہا ہے، اس کا شباب ہمارے ایمان و یقین کو تاراج و خراب کر دے گا تو خدا معلوم کیا کر گزرتے، اس حیرانی و پریشانی کا انجام یہ ہوا کہ آنکھیں ایمان نہ نگل سکیں، معصومیت کی داد دینی پڑی اور بالاتفاق امین قرار دیا۔

Marfat.com

پہلا فیصلہ خانہ کعبہ کی حالت خراب ہو چکی تھی، پتھر ڈھے گئے تھے اور مٹی جھڑ رہی تھی، اقوامِ عرب کی کوشش سے اس کی تعمیر ہوئی اور خدا کا یہ گھر دوبارہ تیار ہوا۔ اس تیاری میں ہر فرقہ اور ہر قوم کے لوگ شریک تھے، ان کے عقائد اور یقین مختلف تھے، اس لیے وقت آیا کہ حجرِ اسود نصب کیا جائے لوگوں میں اختلاف نے زیادہ طول پکڑا اور بات ایسی بڑھی کہ تلواریں میان سے باہر آگئیں۔ قریب تھا کہ ایک جنگ چھڑے اور بیسیوں آدمی قتل ہو جائیں۔ مگر فیصلہ یہ ہوا کہ پتھر خانہ کعبہ میں چھوڑ دو۔ جو شخص صبح سب سے پہلے آئے وہی اس کام کو انجام دے گا۔ اور یہ سعادت اسی کو حاصل ہو گی۔ قدرتِ خداوندی اس لڑائی کا فیصلہ اس طرح کرتی ہے کہ عرب دنگ اور قریش حیران رہ جاتے ہیں۔

سب سے پہلا شخص جس پر فیصلہ کا انحصار ہوا تھا اور جو کعبۃ اللہ میں داخل ہوا وہ ہمارا آقا و سردارِ عرب کا چراغ اور آمنہؓ کا لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ آج صرف قریش ہی کو نہیں مکہ میں بسنے والی ہر قوم کو معلوم ہو گیا کہ یتیم عبداللہ کا لڑکپن کچھ کہہ رہا ہے اور قدرت ان مبارک ہاتھوں سے کوئی کرشمہ دکھائے گی، رات کا فیصلہ اٹل تھا اب سب مجبور تھے کہ اس پر عمل درآمد کریں اور حجرِ اسود کے نصب کرنے کی سعادت کا جھگڑا چھوڑ کر اپنی آنکھ سے دیکھیں کہ یہ خدمت مطلبی دولہا نے کس طرح انجام دی۔ جب وقت آیا تو سب خون کے گھونٹ پی کر خاموش ہو گئے اور گردنیں نیچی کر کے تلواریں میان میں کر لیں۔

مذہب و معاشرت، سیاست و انسانیت کی سنگلاخ وادیوں کو چمن بنانے والا دماغ آگے بڑھا، اقوام کی بے بسی دیکھی اور ان کی حسرت آمیز نگاہوں پر نظر ڈال کر فرمایا: میں اپنی چادر بچھاتا ہوں، اس پر پتھر رکھ کر ہر قوم کا سردار ایک ایک کونہ پکڑ لے اور اس کو دیوار تک پہنچا دے تاکہ سب کے ارمان پورے ہوں

Marfat.com

اور کوئی مایوس نہ ہو ..... لوگ خوشی کے مارے چلا اٹھے، اور اس فیصلہ نے یہ بتا دیا کہ اس دماغ میں کیا ہے۔ چادر سر قوم کے سردار کے ہاتھوں اس مقام پر پہنچی اور باوجود فیصلہ قطعی ہو چکنے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ اب تم مجھ کو اجازت دو تو سب کی طرف سے یہ پتھر دیوار میں لگا دوں؟ سب رضامند ہوئے اور اس طرح یہ پتھر ان مقدس ہاتھوں نے لگایا اور دکھا دیا کہ معلوم ہو گیا کہ کس طرح کمزور سرکش گردنوں کو رگڑ سکتے ہیں اور قدرت کے تماشے چشم انسانی کو دیکھنے پڑتے ہیں۔

امین کا خطاب حاصل کر لینے کے بعد یہ پہلا فیصلہ سرکار دو عالم کا تھا جس نے عرب کی آنکھیں کھول دیں، یہود و نصاریٰ ہی نہیں خود قریش کے دلوں میں ان کا پھول کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا۔ ابھی تک رسالت کا کوئی نشان یا نبوت کے آثار ظاہر نہ ہوئے تھے مگر جو کچھ ظہور ہو رہا تھا وہ سرشت انسانی کے دائرہ سے باہر تو نہ تھا مگر فضائے عرب کے زہریلے خصائل سے کوسوں دور تھا اور یہی تھا وہ سبب جس نے قریش کے سکوت کو تعجب اور تعجب کو سکتہ سے بدل دیا، وہ جس وقت غور کرتے تھے کہ آسمانی کتابیں ایک پیغمبر کے پیدا ہونے کی خبر دے رہی ہیں اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عادات و اطوار کو دیکھتے تو ماتھا ٹھنکتا اور دل میں کہتے کہ کہیں ہمارے بتوں کو گھر کے چراغ ہی سے آگ نہ لگے۔

شباب

دنیا جوانی کی بہاریں ہاتھ میں لیے دست بستہ آگے بڑھ رہی تھی۔ شباب کے بلبلان خوش الحان حیات مقدس کے چمن میں چہکنے شروع ہو گئے تھے مگر اس کی نغمہ سنجی غلط راستوں اور الٹی باتوں کے بجائے صحیح منزلوں اور سیدھے معاملوں کے نعرے لگا رہی تھی، ایمان و صداقت کے فرشتے قدرت کی اس مخلوق کے نگہبان تھے اور شرم و حیا کی حوریں خدا کے محبوب کے اعمال و

Marfat.com

افعال کی نگرانی میں مصروف، راستی وسچائی کا غلغلہ مکہ کی سرزمین پر بلند ہوا اور دور دور سے مخلوقِ خدا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات واطوار کا امتحان لینے اور زیارت کے واسطے آنے لگی، اس سرے سے اس سرے تک دھوم مچ گئی کہ قریش کے خاندان میں جو عدل وانصاف کا نام لینا گناہ سمجھتا ہے، عبدالمطلب کا پوتا اور عبداللہ کا لڑکا انسانیت کے پسے ایسے دریا بہا رہا ہے کہ دنیا سیراب ہو رہی ہے اس کی شمع زندگی نے دنیا بھر کی آنکھیں خیرہ کر دیں۔ سچائی اور راست بازی اس کے قدم چوم رہی ہے، معاملہ اور صداقت اس پر قربان ہو رہے ہیں، وہ امین کا خطاب حاصل کر چکا اور اب یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ سرزمین عرب پر ایسا بشر آج تک پیدا نہیں ہوا۔

بی بی خدیجہؓ کے ہاں ملازمت

مکہ میں قحط کے آثار نمودار ہوئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اچھے اچھے خاندان پریشان ہو گئے، یہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ قدرت کیا سامان کر رہی ہے اور اس عیاں میں کیا پنہاں ہے۔ ابوطالب بھی پریشان تھے اور قحط نے ان پر اثر ڈالا تھا ایک روز انہوں نے بھتیجے کو پاس بٹھا کر کہا:

"میاں میری حالت روز بروز خراب ہو رہی ہے، اچھے اچھے گھر اس وقت اپنی عزت مشکل سے سنبھال رہے ہیں۔ خویلد کی بیٹی خدیجہ "غیر نہیں، ہماری اپنی ہی لڑکی ہے اور اس کی تجارت آج بھی بڑے زوروں پر ہے، میں نے سنا ہے کہ اس کو ایک ایماندار کارندہ کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ایک عورت ہے کاروبار خود نہیں کر سکتی اور نہ مال واسباب لے کر سفر میں جا سکتی ہے میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تمہاری دیانت اور امانت کی تعریف اس کے کانوں تک پہنچ چکی ہے، اگر تم اس کی ملازمت کر لو تو ایک پنتھ دو کاج ہو جائیں گے، گھر کی ضرورتوں میں بھی مدد ملے گی

Marfat.com

اور خدیجہ کا کام بھی چلے گا۔"

سرکار دو عالم عمر کی اکیس بائیس منزلیں طے فرما چکے تھے، معصومیت کا بھولا پن شباب کی سنجیدگی سے بدل چکا تھا۔ چچا کی تقریر توجہ سے سنی، ابھی کچھ فیصلہ نہ فرمایا تھا کہ قدرت نے اپنے پوشیدہ راز کے اظہار کے نشان شروع کر دیے۔ خدیجہ نے معتبر کارندہ کی ضرورت سختی سے محسوس کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیام بھیجا، چچا کی گفتگو قلب مبارک پر اثر کر چکی تھی منظور فرما لیا۔ اور خدیجہؓ کا نہیں قریش کا دولہا خدیجہؓ کے مال و اسباب کے ساتھ سفر کی تیاریوں میں مصروف ہوا۔

ایفائے وعدہ ابی الحماء جن کی حیثیت اس وقت ایک معمولی انسان کی تھی اور آگے چل کر نہ صرف مسلمان بلکہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ان ہی دنوں ایک موقعہ پر میں نے کسی معاملہ میں آپ سے یہ وعدہ کیا کہ ؎ فلاں وقت بازار میں اس جگہ ملوں گا، میں یہ کہہ کر بھول گیا تیسرے دن جب میں محض اتفاق سے ادھر جا نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسبِ وعدہ میرا انتظار فرما رہے ہیں (اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ نے وہاں سے قدم نہ سرکایا) میں یہ دیکھ کر اور یہ سن کر کہ میرے وعدہ کے مطابق منتظر ہیں دنگ رہ گیا اس وقت قول و قرار اور ایفائے وعدہ تو درکنار، عرب یہ بھی نہ سمجھتا تھا کہ معاہدہ کیا چیز ہے؟ اس واقعہ نے ابوالحماء کو محوِ حیرت بنا دیا۔ اور چونکہ ان لوگوں میں ایک ناممکن فعل تھا، اس کی شہرت دور دور ہوئی اور ہر شخص تعجب اور حیرت سے آپ کے دیکھنے کا مشتاق ہوا اور بی بی خدیجہؓ نے اس تعلق میں خود ہی سبقت کی۔

٭

Marfat.com

ملازمت کا پہلا سفر جب آپ بصرے کی طرف خدیجہؓ کا مال بغرض تجارت لے کر تشریف لے جانے لگے تو بی بی خدیجہؓ نے اپنا غلام میسرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا اور چلتے وقت اس کو ہدایت کی رستہ میں جو کچھ دیکھنا حرف بہ حرف مجھ سے آ کر بیان کیجیو۔

میسرہ سرکار دو عالم کی ہمراہی میں روانہ ہوا، چلتے چلتے آپ منزل مقصود سے ادھر ہی ایک مقام پر اترے، یہاں گنجان درختوں کا ایک جھنڈ چھایا ہوا تھا، آفتاب کی تمازت کم ہو چکی تھی، اور عربی طیور زیتون کی شاخوں پر نواسنجی کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ٹھہرتے ہی قافلہ کا قافلہ اتر پڑا، رستے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق اور سلوک دیکھ کر ہمراہی متحیر تھے اور کہتے تھے کہ ایسا آدمی تو دیکھنے میں کیا سننے میں بھی نہیں آیا۔ جس درخت کے سائے میں آپ نے قیام فرمایا اس کی شاخیں دور دور پھیلی ہوئی تھیں اور گو آبادی یہاں سے دور نہ تھی مگر پھر بھی سناٹا چھایا ہوا تھا، قریب ہی ایک جھونپڑی تھی جس میں ایک بوڑھا شخص نسطورا اپنی زندگی کے دن خدا کی عبادت میں بسر کر رہا تھا، یہ شخص آسمانی کتابوں کا جید عالم تھا اور آرزو رکھتا تھا کہ جس پیغمبر کی پیدائش توریت وانجیل سے معلوم ہو رہی ہے، کاش میری آنکھیں اس جمال سے روشن ہوں، میں اس کے مبارک قدموں کو بوسہ دے کر زندگی ختم کر دوں اور دنیا سے رخصت ہوں، وہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا خدا کا محبوب اس زمین پر پیدا ہو چکا ہے، اور صبح وشام اس کی نبوت کی خبریں کانوں میں پہنچنے والی ہیں، آپ کے غیر معمولی حالات سنتے ہی بی بی خدیجہؓ کی طرح اس کو بھی خیال پیدا ہوا کہ آمنہؓ کے پیٹ سے پیدا ہونے والا انسان معمولی بچہ نہیں۔

یہ شام کا وقت تھا، بھیڑ بکریاں چراگاہوں سے واپس ہو رہی تھیں اور چرواہے بے فکری کے ترانے گاتے چلے آ رہے تھے، نسطورا باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک شخص

Marfat.com

خاموشی کے ساتھ اس چہل پہل کے وقت جبکہ قافلہ کا ہر چھوٹا بڑا اچھل رہا ہے بیٹھا ہوا کسی فکر میں غرق ہے۔ نسطورا نے تعجب سے چہرہ اقدس کی زیارت کی اور میسرہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میسرہ نے جب مفصل حالات بتلائے تو خوشی کے مارے اچھل پڑا اور کہنے لگا میری آرزو پوری ہوئی اور جو حالات تو بیان کر رہا ہے یہ بتا رہے ہیں عبداللہ کا لڑکا عنقریب خلعتِ پیغمبری سے سرفراز ہوگا، میں خوش نصیب ہوں کہ زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، اور خداوند نے میری دعا قبول فرمائی، جب سرزمین بصرہ رات کی نقاب اوڑھ چکی اور اندھیرا ہر سمت چھا گیا تو قافلہ والے رنگ رلیاں منا کر نیند سے مغلوب ہوگئے، کائنات کا ہر ذرہ قانونِ قدرت کی لپیٹ میں تھا اور جب دنیا اپنی زندگی سے قطعی بے خبر ہوگئی اور شبِ سیاہ اوسط منزل پر پہنچی تو آسمان اپنی فضا میں موتی لٹا رہا تھا، ہوا کلیلیں کر رہی تھی، اس وقت نسطورا آتشِ شوق کو ہاتھوں سے دبائے اپنی جھونپڑی سے باہر آیا اور دیکھا کہ وہ انسان جس کی زندگی کے خوش نما پھولوں کو قدرت بارِ نبوت کی برداشت کے واسطے تیار کر رہی ہے، عالمِ استغراق میں ہے، شوق نے ترغیب دی، اور آرزوؤں نے مجبور کیا، اور دل نے صدا دی کہ ان پاک قدموں کو سر پر رکھ کر قربان ہو، مگر عقل نے پاؤں پکڑے اور وہ قدوس قدوس کرتا اندر چلا گیا۔

زندگی کی ہزاروں راتوں کی طرح نسطورا کی یہ رات بھی ختم ہوئی مگر یہ وہ رات تھی جس پر اس کو فخر تھا اور سمجھتا تھا کہ رات بھر خدا کا محبوب میرے خانۂ دل میں مہمان رہا ہے، جب آفتاب کی روشنی نے شب کو گھونگھٹ کھولا اور دھوپ کی چادر جنگل میں پھیلنی شروع ہوئی تو قافلہ شہر میں پہنچا، اور خرید و فروخت شروع ہوئی بی بی خدیجہؓ کا مال باقی تمام قافلہ کا اسباب ملا کر بھی زیادہ تھا، اور رفت کی بات تھی کہ نہایت اچھے داموں فروخت ہوا، امید سے زیادہ اور توقع سے بڑھ کر نفع ملا

Marfat.com

دوسرے چھوٹے موٹے تاجر جو پہلے ہی آپ کی کیفیت دیکھ دیکھ کر متحیر ہو رہے تھے اور سمجھ گئے تھے کہ ابوطالب کے گھر میں کوئی گل کھلنے والا ہے۔

سرزمین عرب خاموش آنکھوں سے اپنے بچے کے مطالعہ میں مصروف تھی، اور آسمان دیکھ چکا تھا کہ ابراہیمی دعا کا ایک حصہ قبولیت کا لباس پہن چکا اور وہ گھڑی آئی بھی اور چلی بھی گئی، جب قریش کی لڑکی آمنہؓ کی گود میں وہ بچہ کھیلا جس کی آرزو کی جھلک پہاڑی کی چوٹی پر خلیل کی چھری سے ظاہر ہوئی، اب آسمان و زمین دونوں اس وقت کے منتظر تھے جب قدرت کے ہاتھ اس پر نبوت کا تاج رکھیں اور وہ قلب جس کو بوسے دینی آمنہؓ دنیا سے رخصت ہوئی اور جس کی سلامتی آج حلیمہ کی زندگی کا سب سے بڑا ارمان تھا، پیغام خدا سے منور ہو اور خدائی طاقت کے وہ الفاظ جن کا بوجھ سنگلاخ زمین کے کلیجے شق کر دے اور سر بفلک پہاڑوں کو سرمہ بنا دے اس پر نازل ہوں۔

بی بی خدیجہؓ سے نکاح

امانت کا شہرہ دور دور پہنچا، دیانت کی خبر بن چار دانگ عالم میں گونجیں، عرب کی آنکھیں گھبرا کر کھلیں اور ٹٹ پٹا کر دیکھنے لگیں، جب میسرہ نے حالات سفر بیان کیے اور خدیجہؓ کو معلوم ہوا کہ پانی کے ایک ایک قطرے کا حساب موجود ہے، بیوی خدیجہؓ کا نمول مکہ ہی میں نہیں اس پاس بھی جواب نہ رکھتا تھا، مگر دوسرے شوہر کے انتقال نے ان کو دنیا سے کچھ ایسا دل برداشتہ کیا تھا کہ وقت کا بڑا حصہ خانہ کعبہ میں بیٹھ کر عبادت میں بسر کرتیں، ان کا خیال پہلے ہی تھا، عرب میں ایک پیغمبر کا ظہور ہونے والا ہے اور ظالم قریش کی سیاہ چادر کو عنقریب ایک نبوت چاک کرنے والی ہے سرکار نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات مقدس ان کے خیال کو اس طرف منتقل کر رہی تھی میسرہ کے بیانات اور حساب کتاب کی جانچ پڑتال نے خیال کو یقین اور یقین کو

Marfat.com

عین الیقین بنا دیا۔ وہ بھی اپنی خدا ترسی کی وجہ سے طاہرہ کہلاتی تھیں اور یہ وہ وقت تھا کہ عورتیں اپنے نکاح کے معاملہ میں آج کل کی طرح مقید نہ تھیں۔

بی بی خدیجہؓ سے نکاح کے خواستگار قریش کے اچھے اچھے سردار تھے مگر وہ انکار کر چکی تھیں۔ان کی دینی خدمات پر نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ پیغمبری کے یقین نے اور دنیاوی کاروبار دیکھتے ہی تو رائے دینی پڑتی ہے کہ دیانت کی ضرورت نے ان کو ترغیب دی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کی خواہش کریں۔ بہرحال وہ ہو یا یہ بی بی خدیجہؓ نے اپنی خواہش کا اظہار دو چار آدمیوں پر کیا۔ جن میں ایک خاتون نفیسہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

خدیجہؓ رشتہ میں سرور کائنات کی چچا زاد بہن تھیں اور اسی وجہ سے نفیسہ کو یقین ہو گیا کہ تحریک خالی نہ جائے گی۔ مسرت کے قدموں سے اٹھیں، فرحت وانبساط کے خیالات میں جھومتی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور معاملہ طے کیا۔ جب ان کلیوں کے کھلنے کا وقت آیا جن کی شگفتگی کا انحصار خطبۂ نکاح کے الفاظ پر تھا تو مجلس عقد منعقد ہوئی، قربان ہم اور ہمارے ماں باپ اس دولہا کے جس کی برات میں صداقت وراستبازی دست بستہ حاضر تھی، اور نثار اس دولہن کے جو اس نکاح سے ہماری ماں بنی۔ برات ابوطالب کے گھر سے چلی۔

خدیجہؓ کا دولہا اسلام کا دولہا تھا، انسانیت جس کے قدموں میں لوٹ رہی تھی قریش کے بڑے بڑے سردار ہمراہ تھے اور ابوطالب کی سرکردگی میں ہمارا آقا، ہمارا مولا، ہمارا مالک، ہمارا بادشاہ، ہمارا ہادی ورہبر دولہا بنایا جا رہا تھا۔

قریشی دولہا ظاہری زیبائش سے محروم ہے۔ سہرا ہے نہ بدھی، کنٹھا ہے نہ طرّہ ماں جو بچے کو دولہا دیکھ کر نہال ہوتی قبر میں پہنچ گئی، اور باپ جو کلیجہ کے ٹکڑے کو نوشہ دیکھ کر باغ باغ ہوتا ابدی نیند سو گیا، دادا جس نے بیٹے کی امانت کو کلیجہ

Marfat.com

سے لگا کر رکھا رخصت ہو چکا۔ اب لے دے کر جو کچھ تھا ایک چچا کا دم۔ مگر زینت ظاہری کے علاوہ اس شادی میں کچھ اور بھی تھا۔ ابراہیمی دعا کے ساتھ نبیوں کی بہت سی مقدس روحیں ہم رکاب اور مخلوق آسمانی کی نظریں ہمراہ تھیں۔ آفتاب محو تماشہ ہو کر اپنی سرعت کو تساہل سے بدل چکا تھا، ہوا خوشی کے سانسوں میں ٹھنڈے بیٹوں خراماں خراماں برات کے ساتھ تھی۔ لو کے تھپیڑے روپوش ہو چکے تھے، راحت جھوم جھوم کر مبارک باد کی صدائیں لگا رہی تھی، برات غروب آفتاب سے قبل دلہن کے مکان پر پہنچ گئی۔ بی بی خدیجہؓ نے فراخ حوصلگی سے استقبال کیا، دو لونڈیاں درہم و دینار سے بھرے ہوئے خوان سر پر لیے کھڑی تھیں، برات مردانہ میں جا کر بیٹھی اور بی بی خدیجہؓ کی اجازت سے ابو طالب نے پانچ سو طلائی سکہ مہر پر خطبۂ نکاح پڑھایا۔

شام کو نکاح کی خبر خاندان بھر میں اور صبح کو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ ذبح فرما کر ولیمہ کیا تو مکہ بھر میں، اچھی طرح ہو گئی۔ بی بی خدیجہؓ کی عمر اس وقت چالیس برس سے کچھ اوپر ہی تھی، ان کے دو شوہر ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے گھر سے رخصت ہو چکے تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن اس وقت پچیس سال کا تھا۔ اور یہ وہ وقت ہے جس کی کیفیت سے ہر بوڑھا اور جوان واقف ہے۔

طائران شباب کی نغمہ سنجیاں زندگی کے کانوں میں ایسی بھرتی ہیں کہ رسیلی تانوں کی یاد بڑھاپے میں بھی حواس باختہ کر دیتی ہے۔ صحبت شب کے جلسوں کا خیال آغوش مرگ میں بھی کلیجہ کے ٹکڑے اڑا دیتا ہے، مکہ کی سرزمین جس وقت بے شرمی و بے حیائی کے شرارے اگل رہی تھی، جب آسمان عرب سے ظلم و ستم کی دھواں دھار گھٹائیں امنڈ امنڈ کر برس رہی تھیں، جب نفس کی خدائی کا ہر قلب پر

Marfat.com

وہ دور تھا، جب چوری اور ڈاکہ مال کا دودھ بنے ہوئے تھے، جب عیاشی اور بدمعاشی انسانیت کے جوہر تھے اس وقت ایک ایسے انسان کو جس کی بھرپور جوانی آنکھ کھولتے ہی دنیا بھر کے سامان تعیش سے دوچار ہوتی ہے، صحبت ملتی ہے تو ان لوگوں کی جن کی نگاہیں ہر عیب کو ہنر اور ہر عذاب کو ثواب سمجھ چکی ہیں، اور واسطہ پڑتا ہے تو ان لوگوں سے جو شرک وبت پرستی کے گہوارے میں جھول جھول کر جوان اور عیاری ومکاری کا دودھ پی پی کر ہوشیار ہوئے ہیں، کنبہ اور خاندان سے الگ، عزیز و اقارب سے جدا، شہر اور ملک سے مختلف، معاشرت کو فنا، صحبت کو غارت اور نفس کو کچل ڈالنا، ایک سمندر ہے جس کا کنارہ تک نظر نہ آئے، ایک ایسی آگ ہے جس کے شعلے زمین و آسمان کو خاک سیاہ کر رہے ہوں۔ صحیح وسالم اور پاک وصاف نکلنا اور بال بال بچنا بظاہر حیرت، تعجب، اور اچنبھا ہے اور حقیقتاً نبوت رسالت اور صداقت ہے۔

یہ وہ معجزہ ہے جس کے سامنے دنیا کے ہر مذہب کی تاریخ فراموش ہے فلسفہ اپنی کسوٹی پر کھے، سائنس ذرہ ذرہ کا تجربہ کرے، اس مقدس زندگی کا ہر لمحہ کندن کی طرح دمکے گا، عقل انسانی اس دربار میں عجز وانکسار سے سر جھکا دیگی جب دیکھے گی کہ حسینانِ مکہ کی دل کش ادائیں اور مہ جبینانِ عرب کے نخرے باوجود انتہائی کوشش کے یتیم عبداللہ کا دل مسخر نہ کر سکے۔

پروازِ وقت کے ساتھ قریش اور قریش کے ساتھ تمام مکہ کی حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی جب وہ دیکھتے تھے کہ ہمارا اسبابِ تعیش اور سامانِ عشرت ایک تن واحد کے مقابلہ میں بے سود و بے کار ہو گیا بلکہ الٹے ہم اس کے قدموں میں جا رہے ہیں اسکی صداقت ہمارے دل فتح کر چکی، اس کا خلق ہر متنفس کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے، الحق عبدالمطلب کا پوتا انسان نہیں فرشتہ ہے جس کا قدم حسن و دولت بھی اپنی

Marfat.com

جگہ سے نہیں ہٹا سکتے۔

وطن کا شاید ہی کوئی باشندہ اس وقت ایسا ہو جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کا کلمہ نہ پڑھ رہا ہو۔ حقیقی معجزہ یہی ہے کہ بے سایمان، ایمان سے کام لے رہے ہیں۔

مقصد نکاح خدیجہؓ کے سامنے صرف تبلیغ رسالت تھا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے چچا کی ہدایت، اس لیے بی بی خدیجہ کی محبت اپنے یقین میں ایک قسم کی عورت کی فطرت اور ضمیر ہے، جس کو حسن عقیدت نے آئینہ کر دیا تھا اور خاموشی کے ساتھ اس کا انتظار کر رہی تھیں جب قدرت اپنی رحمت و برکت نازل کرے اور حقیقت نبوت کا اعلان کر دے، وہ خوب سمجھ رہی تھیں کہ صداقت کے جس موتی نے ایسے جفا شعار گروہ پر اپنی امانت کا سکہ بٹھا کر امین کا خطاب حاصل کر لیا وہ ایک عالم کو دمکائے گا، اور اچھی طرح جانتی تھیں کہ اب تک مطلع صاف ہے اور آسمانِ نبوت پر چاند کا ظہور نہیں ہوا۔ مگر شمع رسالت کے پروانے دور دور سے اڑ اڑ کر فدا ہو رہے ہیں اور آمنہؓ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آب و تاب صبح و شام آنکھیں خیرہ کرنے والی ہے۔

معاملہ داری

جب واقعیت کی حسین پریاں حقیقت کے خوش نما پروں سے اڑتی ہوئی سامنے آتی ہیں اور فانی زندگی کے پردے اٹھ جاتے ہیں تو ایمان کی آنکھیں جو سماں دیکھتی ہیں دل اس پر پروانہ وار نثار ہوتا ہے۔ عقل ایمانوں پر رشک کرتی ہے جو مشترک ہو کر بھی محبت کی دولت سے مالا مال ہو گئے، ان کی خوش نصیبی کے قدموں کو تاریخ آج بھی بوسے دے رہی ہے۔ انسانیت کے ان جوہریوں نے مکہ کو رول کر وہ گوہر آبدار آنکھوں پر رکھا جس کی چمک کا دنیا انتظار کر رہی ہے۔

Marfat.com

آنکھ والا انسان

جس وقت انسانی زندگی مہنگا سودا نہ سمجھی جاتی تھی، جب چند نقرئی سکوں پر قتل و غارت کے بازار گرم ہو رہے تھے تو ایک شخص حکیم بن حزام کعبہ کے پاس سے گزرے جہاں نیلام ہو رہا تھا اور بیش قیمت اشیاء کوڑیوں کے مول جا رہی تھیں۔ اور یہ وہ وقت تھا کہ عزیز عزیزوں سے اور بھائی بھائیوں سے ایک ایک پیسہ چھپا اور بچا رہے تھے اور کوئی کسی کو ایک روٹی بھی مفت دینی پسند نہ کرتا تھا۔ نیلام والے نے ایک حلہ نکالا جو سونے چاندی میں لپ رہا تھا، خریداروں نے دل کھول کر دام لگائے، حکیم بن حزام کے سامنے جن کے کانوں میں صداقت کے حلقے پڑے ہوئے تھے امین مکہ کی تصویر آنکھوں میں پھر گئی۔ عقیدت کا ابھی تک نام و نشان نہ تھا، مگر محبت کی لہریں دل کی سرحدوں سے کھیلتی ہوئی عشق کی حدود میں داخل ہو چکی تھیں۔ پھڑک گیا اور فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ہو اور جس قیمت پر بھی ہو یہ تحفہ آسمانِ عرب کے قمر چہار دہم پر قربان کر دوں قیمت بڑھتے بڑھتے پچاس طلائی سکوں تک پہنچی، اور ابن حزام کی امنگوں نے فریفتگی کو بڑھا کر حلہ حاصل کیا اور ارمانوں کے لاتعداد ڈھیر لے کر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور خاموش زبان سے اپنی دلی آرزو میں لپٹا ہوا یہ حقیر خدمت عالی میں پیش کیا۔

نقارہ نبوت جس نے آگے چل کر فضائے شرک کو چاک کیا، اب تک خاموش تھا، اس کی دھیمی دھیمی صدائیں جسم اطہر سے سانس کی صورت میں بلند ہو رہی تھیں اور یہ تھی وہ شے جس نے حکیم اور حکیم جیسے بیسیوں کو ایسا گرویدہ کیا کہ جان و مال سے نثار ہو گئے، جس وقت حلہ سامنے آیا اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک نظریں اس پر پڑیں تو چہرہ اقدس پر شکن نمودار ہوئی اور مقدس زبان کے یہ الفاظ تاریخ نے گود میں لیے۔

Marfat.com

"محبت کی نذر صحیح مگر مشرک کی نذر لینے میں تامل، قیمت لیجیے اور حلہ دے دیجیے۔"
عقل و قیاس اب اس اعتراف پر مجبور ہیں کہ جب زمین و آسمان اور درو دیوار شرک و بت پرستی کے گیت گا رہے ہیں، درخت اور درختوں کے پتے جھوم جھوم کر لات و منات کی تسبیح میں مصروف ہیں، پہاڑ اور پہاڑ کی چوٹیاں کفر و الحاد کے نعرے لگا رہی ہیں، اس وقت اس حالت میں اور اس فضا میں ایسے انسان کا وجود دولت کو ٹھکرا رہا ہے، شرک کو مٹا رہا ہے، اور سچائی کی تلقین کر رہا ہے، یہ ایسا معجزہ ہے جس پر عقل سلیم اس وقت ایمان لائی اور سائنس اور فلسفہ آج سر بسجود ہیں۔

غار حرا میں عبادت

پندرہ برس کا زمانہ باتوں ہی باتوں میں ختم ہو گیا جو موافقت اور سلوک دولہا دولہن میں ہوا خدا ہم سب لونڈی غلاموں کو نصیب کرے، جس طرح ام المومنین رضی اللہ عنہا نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہر ارشاد کی تعمیل میں دل و جان سے کوشش فرمائی، اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہر مشورے اور رائے پر ہمیشہ عمل کرنے کے واسطے تیار اور آمادہ رہے، اب نبوت کا زمانہ قریب آ رہا ہے اور وہ ساعت سر پر تھی کہ جب قلب مبارک پر وحی کا نزول ہو، بی بی خدیجہ کو بحیرہ کے وہ الفاظ یاد تھے کہ خدا کا وہ نورانی فرشتہ جو دوسرے نبیوں کے پاس آیا آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوگا۔ یہ وہ دن تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بت پرستی اور شرک سے اکتا کر غار حرا میں تشریف لے جاتے اور گھنٹوں اور دنوں خدا کی یاد میں منہمک رہتے۔ انسانی دماغ اس کیفیت کا اندازہ نہیں کر سکتے، قلم اور زبان اس حالت کو بیان کرنے سے عاجز ہے جو گزر رہی تھی جنگل کے کھیت، ندیوں اور نہروں سے سیراب ہوتے ہیں، سمندر اگر باغ میں آ جائے تو شاید ایک ہی لہر باغ کے اڑوس پڑوس کا خاتمہ کر دے۔ ایک انسانی قلب کے واسطے پیغام خالق

Marfat.com

کے بار کی برداشت آسان نہ تھی، اس لیے قدرت رفتہ رفتہ اور آہستہ آہستہ قلب مبارک کو اس نقشہ پر لا رہی تھی کہ وہ طاقت جو آسمان و زمین کے ٹکڑے اڑا دے اور پہاڑوں کو زیر و زبر کر دے، پھول کی طرح نازل ہو اور ہوا کی طرح تیز ہو جائے وقت کا بڑا حصہ اسی تیاری میں بسر ہو رہا تھا، دن کی لمبی گھڑیاں اور رات کی طویل ساعتیں اسی دھن میں گزرتیں، گھڑیوں اور گھنٹوں، دنوں اور راتوں تاج نبوت کا یہ درشہسوار جنگل و بیابان میں تیرہ و تار غار میں تن تنہا چمکتا اور دمکتا پہاڑ کی سنسان چوٹیاں اس وقت جب دنیا عالم خواب میں ہوتی اور عربستان کی مخلوق آدمی اور جانور نیند کا دورہ پورا کرتے، سرکار جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کو آگے بڑھتے، آسمان و زمین کی پیداوار درود کی صدائیں بلند کرتی، اور ہوا کے جھونکے بآواز بلند سلام پہنچاتے، بی بی خدیجہؓ کی خاموش آنکھیں جن کے سامنے فضائے عرب کی تاریکی میں یقین کی نورانی شمعیں روشن تھیں، فرائض کے موتی اس طرح لٹاتیں کہ تھوڑا سا کھانا ساتھ کر دیتیں اور روحانیت کے اس دربار میں جہاں مادیت کا گزر نہ تھا جب فطرت اپنے مطالبہ کا تقاضا کرتی تو بی بی خدیجہؓ کا یہ تحفہ جو اور نمک کی صورت میں نفس کی تسکین کر دیتا خلقت تاریکیٔ شب میں وجودِ خالق کا پتہ لگاتی اور دل جذبہ عشق میں منزلِ مقصود پر پہنچنے کی کوشش کرتا۔

Marfat.com

پہلی وحی کا نزول

ایک روز جب قلب پر نورِ خداوندی کی جھڑی لگی ہوئی تھی، غارِ حرا جگمگا اٹھا اور وہ نورانی فرشتہ جس کو آسمانی کتابیں جبرائیل کے نام سے پیش کر رہی ہیں نازل ہوا۔ وہ جلوہ جس نے طور پر موسیٰ کو بے ہوش کیا، آج وحی کی صورت میں زمینِ حرا پر معلق تھا۔ عقلِ انسانی کا تحیر و استعجاب خوف و ہراس میں تبدیل ہو رہا تھا کہ فرشتہ نے قریب پہنچ کر رسالت کا اعلان کیا، اور درخواست کی کہ کچھ پڑھو، محبوب رب العالمین کا جسم اطہر تھر تھر کانپ رہا تھا اور فطرتِ انسانی نے جس کو کوئی طاقت زائل نہ کر سکتی تھی ڈرتے ڈرتے جواب دیا:۔

"میں نہیں پڑھ سکتا"

جبرائیل نے قریب پہنچ کر گود میں لیا اور بھینچ کر کہا:

"اے پیغمبر قرآن جو وقتاً فوقتاً تم پر نازل ہوگا اپنے اس پروردگار کا نام لے کر پڑھو جو مخلوق کا خالق ہے"

Marfat.com

نبوت ہو یا رسالت اور عشق ہو یا محبت، قدرت کے قانون کو کوئی طاقت اپنی جگہ سے نہیں سرکا سکتی جس بچہ کے سر سے باپ کا سایہ پیدائش سے قبل ہی اٹھ چکا، ماں بچپن کی بہار دیکھنے سے پہلے ہی رخصت ہوئی دادا کی آغوش تربیت سے بھی دور رہنا پڑا۔ اور تعلیم پر کوئی توجہ کرنے والا نہ رہا وہ کس طرح پڑھتا اب اس کے سوا جب فرشتے نے کہا پڑھ ...... کوئی جواب نہ تھا کہ بس وہی جواب "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں"

فرشتہ نے تین دفعہ بھینچا اور وہی زبان مبارک سے کہلوا کر غائب ہو گیا مسلمان اگر یہ نہ کہیں کہ ان کے ہادی کو امی کہنے میں قدرت کا ہاتھ اس لیے شامل تھا کہ معجزات کا وزن جو اس ذات مقدس سے متعلق تھا زیادہ ہو جائے تو ان کو اس دعوے میں تامل نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ دور تھا جب عرب کے کونے کونے اور چپہ چپہ سے علم وفضل کے دریا بہہ رہے تھے، لٹریچر یعنی ادب کا ایسا سکہ چل رہا تھا کہ گھر کی لونڈیاں تک فصاحت وبلاغت کے نور سے جگمگا رہی تھیں شاعری بچہ بچہ کی زبان پر تھی اور مضامین کے ایسے چشمے اُبل رہے تھے جو اس سے پہلے یا اس کے بعد عرب کو نصیب نہ ہوئے۔ دعوے کے واسطے ثبوت لازمی ہے اور اس حقیقت سے انکار آسان نہیں ہو سکتا کہ معجزے میں قدرت نے وقت کے مذاق کو ہمیشہ ملحوظ رکھا، اور یہی عقل سلیم کا تقاضا تھا اس وقت جب شاعری کی زمین اپنی فصاحت کا نقارہ آسمان پر بجاتی تو بلاغت کے موتی چاند کو آنکھ دکھاتے اور ملک کے ہر گوشہ سے قابلیت کے نعرے بلند ہوتے، مرثیہ اور رجز ماں کا دودھ تھے۔ روانی اور شستگی گھٹی میں پڑی تھی۔ المختصر لونڈی اور غلام اسی نشہ میں مست تھے۔ گھر میں یہی چرچا اور بازار میں یہی مذکور، ان حالات میں معجزہ اس سے بہتر اور کیا ہوتا کہ خود فصاحت وبلاغت نبوت پر قربان ہوتی

شستۂ

Marfat.com

اچھے اچھے ناظم و ناثر دربارِ نبوت میں گردنیں جھکا دیتے اور بڑے بڑے فصیح و بلیغ اس ذاتِ مقدس کا کلمہ پڑھتے اور یہی کلامِ الٰہی کا معجزہ تھا جو پہلی وحی سے شروع ہوا اور جس کے کمال نے تمام عرب میں ڈنکا بجا دیا۔

غارِ حرا سے نور جگمگا اٹھا، مگر اس واقعہ نے جسمِ اطہر میں تھرتھری پیدا کردی کانپتے ہوئے باہر تشریف لائے اور ڈرتے ہوئے گھر پہنچے، چہرۂ اقدس کا رنگ زرد تھا اور قلبِ مبارک پر خوف و ہراس کے آثار نمودار۔

ایک جید عیسائی عالم بشارت دیتا ہے

بی بی خدیجہ الکبریٰ یہ کیفیت دیکھ کر پریشان ہوگئیں، لٹا کر کپڑا اڑھایا اور ماجرا دریافت کیا، حقیقت سنی، اس لیے کہ کتبِ آسمانی پر عبور تھا اور دل گواہی دے رہا تھا کہ اس لازوال نعمت کا ظہور میری آغوش میں ہونے والا ہے، فوراً سمجھ گئیں، تسلی دی، تسکین کی اور اپنے ساتھ ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو اپنے تقدس کے اعتبار سے دور دور مشہور تھا، اس وقت دامن عیسائیت خدا کے کلام سے مالا مال تھا، اور اس سے قطعی محروم، ورقہ کیفیت سنتے ہی سمجھ گیا اور کہا خدا کا وعدہ پورا ہوا اور جس بشارت کا انتظار تھا، وہ ظاہر ہو گئی بے ساختہ قدوس قدوس چلا اٹھا، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں جھکا اور عرض کیا:۔

"بشارت خداوندی آج پوری ہوئی، تم خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو مگر یاد رکھو کہ زندگی کی سخت گھڑی آنے والی ہے، اس کا نچوڑ اس وقت ہوگا، جب تمہاری اپنی قوم تم کو گھر اور وطن سے نکالے گی اور طرح طرح کی اذیت دے کر جینا وبال کر دے گی، اے عبداللہ کے بیٹے! کاش میں اس وقت زندہ ہوتا اور تمہاری مدد کرتا۔"

Marfat.com

سخت سے سخت مؤرخ کے ہاتھ میں بھی اس وقت رعشہ پڑ جاتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ ورقہ کے الفاظ پاک و صاف قلب پر تعجب کا اثر کرتے اور متحیر زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہیں :-

"نہیں نہیں، میری قوم میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کرے گی، میں نے ان کے ساتھ کبھی برائی نہیں کی۔ وہ میرے عزیز ہیں، مجھ سے محبت کرتے ہیں۔"

ورقہ کی دور اندیشی رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھولپن پر قربان ہوئی اور بی بی خدیجہؓ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس لے آئیں، ورقہ کی باتوں کا جب خیال آتا تھا، تو تعجب سے فرماتے تھے کہ میں نے آج تک قریش کو کوئی اذیت نہیں دی، یہ لوگ کس دل سے میری مخالفت پر کمربستہ ہوں گے، بی بی خدیجہؓ تسکین دیتیں اور کہتیں کہ آپ مطلق ہراساں نہ ہوں، آپ نے اہلِ مکہ اور قریش ہی کے ساتھ نہیں، بنی نوع انسان کے ساتھ سلوک کیے ہیں، کوئی حاجت مند آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایسا نہیں آیا کہ جس کی مدد نہ کی ہو۔ غریبوں، اپاہجوں کے زخم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرہم خلق سے اچھے ہوئے، بدنصیبوں اور مصیبت زدوں کے قلب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمدردی کا کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ جنگ و جدل کے میدان آپ کی بدولت خونریزی سے محفوظ رہے ہیں۔ لڑائی جھگڑوں کی مجلس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل دنگے فساد سے پاک رہیں، یتیم بچوں کی زبانیں اور رانڈ بیواؤں کے دل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کے گیت گا رہے ہیں، یہ ناممکن ہے کہ قریش جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممنون کرم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت پر کمربستہ ہوں، یہ خیال دل سے نکال دیجیے اور اطمینان رکھیے کہ عرب آپ کی کوشش میں برابر کا شریک ہوگا۔

Marfat.com

پہلے تین مسلمان جس برگزیدہ ہستی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول برحق ہونے کی سب سے پہلے تصدیق کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ تھیں۔ ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی ابوطالب کے بیٹے حضرت علیؓ جو اس وقت بچے تھے مسلمان ہوئے، تیسرے مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز دوست حضرت ابوبکرؓ تھے۔ اور ان کا اسلام قبول کرنا معجزہ سے کم نہیں۔ اس وقت جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا شہرہ عرب میں گونج رہا تھا اور ہر کہہ و مہہ کی زبان پر یہی چرچا تھا، جو مکہ سے باہر تھے واپس ہوئے تو ایک لونڈی نے کہا "کچھ اور بھی سنا، عبداللہ کے لڑکے خدیجہؓ کے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کا دعویٰ کیا ہے" ابوبکرؓ اتنا سنتے ہی اٹھے اور سیدھے خدمت اقدس میں پہنچے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے، کچھ فرمانا چاہتے تھے کہ انہوں نے کہا:

"پہلے میرے اس سوال کا جواب دیجیے کہ یہ جو میں نے سنا اور یہ جو کچھ مشہور ہو رہا ہے کہاں تک صحیح ہے"؟ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہاں صحیح ہے" ابوبکر بے ساختہ بولے اور کہا "میرا ایمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد درست ہے اور میں ایمان لاتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں"

جس ملک میں اور جس شہر میں ہر گھر میں بلکہ ہر انسان کا ایک خدا موجود تھا، وہاں ایک خدا کی تلقین شروع ہوئی۔ سنگلاخ زمین اور آتشیں ریگستان آب رحمت سے سیراب ہوئے اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا ڈنکا چاروں طرف بجنے لگا۔ ضد اور ہٹ، پیچ اور اکڑ عرب کا خمیر تھا، اپنے خداؤں پر، باپ

Marfat.com

دادا کے خداؤں پر جب لعنت برسنے لگی تو آپے سے باہر ہو گئے چھریاں کمروں سے بندھے ہاتھوں سے اور زبانیں حلق سے باہر آگئیں، اس وقت آبادی کا شاید ہی کوئی متنفس ایسا ہو جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کے درپے نہ ہو جسمانی اذیتیں انتہا کو پہنچ گئیں، روحانی تکالیف کا اندازہ نہ رہا۔ مرد عورتیں اور بچے بوڑھے رات کو اس فکر میں سوتے کہ کسی طرح آمنہؓ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خون میں نہلا دیں اور صبح کو یہ قصد لے کر بیدار ہوتے کہ آج عبداللہ کے یتیم کا جھگڑا پاک کریں گے۔

اس عشق کو محبت کو مٹا کر، اس تعلق اور واسطے کو ہٹا کر جو ہم کو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک سے ہے جب واقعات پر ہم نظر ڈالتے ہیں اور عقل کی رہنمائی میں قدم آگے بڑھاتے ہیں تو زبان یہ کہہ کر خاموش ہو جاتی ہے کہ

"خدا کا فضل تھا، انعام تھا، نور خدا تو تھا"

ورقہ کی رائے صحیح ثابت ہوئی اور وہ وقت آیا کہ قریش خون کے پیاسے ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کا مسلمان ہونا

اعمال انسانی کی بہترین کسوٹی اس کا اپنا گھر، محلہ اور وطن ہے اور وہ اپنے نقائص اور عیوب، کمزوریاں اور مصائب فراموش کر دے، لیکن عزیز و اقارب، دوست احباب، ہمسایہ پڑوس ایسا آئینہ ہیں کہ جن میں ہر فعل کا عکس زندہ سلامت اور جیتا جاگتا موجود رہتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا آغاز اس جگہ سے شروع ہوتا ہے جب دشمن بھی امانت کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں۔ عمرؓ جیسا بہادر دشمن جس کی تلوار سے خون ٹپکتا اور جس کے نام سے عرب تھرا رہا تھا،

Marfat.com

بھری مجلس میں یہ وعدہ کر کے اٹھا ہے کہ عبداللہ کے لڑکے کا سر ابھی لاتا ہوں تلوار لے کر باہر نکلتا ہے اور بہن کے ہاتھ میں کلامِ الہٰی کی آیات دیکھ کر چلا اٹھتا ہے کہ:

"یہ انسانی کلام نہیں خدا کا کلام ہے۔"

عمرؓ کی شخصیت جو آگے چل کر فاروق اعظمؓ کے لقب سے مشہور ہوئی، ایک چنگاری تھی جس نے صبر و تحمل کے شعلے آسمان تک پہنچا دیے۔ زمین کا چپہ چپہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہو گیا اور جب نوبت یہاں تک پہنچی کہ رستہ میں گڑھے اور راندھے کنوئیں کھودے جانے لگے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گروہ کو اس طرح مخاطب فرمایا:۔

"میں تم ہی لوگوں میں پلا اور بڑھا، چھوٹے سے بڑا تمہارے سامنے ہوا بچپن تمہارے روبرو جوانی سے بدلا، اگر میں نے کبھی جھوٹ بولا ہو یا کوئی غلط بات میری زبان سے نکلی ہو یا میرے اعمال و اقوال میں کوئی فرق دیکھا ہو تو سمجھ لو کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ غلط ہے، ورنہ یقین کر لو کہ عبادت کے قابل صرف وہی ایک ذات ہے جس کی طرف میں تم کو بلا رہا ہوں۔"

غضب ناک گردنیں پھر کر اٹھیں اور غیظ آلود نگاہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا خاموش زبانیں کھلیں اور کہا:۔

"یہ صحیح ہے کہ تو نے جھوٹ نہیں بولا اور یہ بھی درست ہے کہ تجھ سے کسی کو اذیت نہیں پہنچی اور یہ بھی سچ ہے کہ ہماری آنکھوں نے تجھ میں کوئی خرابی نہیں دیکھی مگر یہ کیا کم ہے کہ تو ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے اور ہمارے باپ دادا کے رستے کو غلط بتا رہا ہے، کیا اب بھی تو ہم سے توقع رکھتا ہے کہ ہم تیرے ساتھ بھلائی کریں گے اور تجھے زندہ چھوڑیں گے۔"

Marfat.com

قرآن مجید کے معجزے کے بعد جو آج چودہ سو برس سے ڈنکے کی چوٹ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ تم کو اس کتاب کی صداقت میں شبہ ہو تو اس جیسی ایک سورۃ بنا دو، دوسرا معجزہ یہ ہے کہ دشمن دانت پیس رہا ہے مگر زبان صداقت و امانت کے اعتراف پر مجبور ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کا اسلام معجزہ تھا، حضرت عمرؓ کا مسلمان ہونا بھی معجزہ سے کم نہیں۔

حیات مقدس کے شاداب پھولوں کی پنکھڑی نے نہ صرف گھر والوں کے دل و دماغ بلکہ تمام فضا کو معطر کر دیا۔ ابو طالب جن کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن کا وقت بسر فرمایا، ان کی لونڈی کہتی ہے کہ گھر کے سب بچے ہر وقت لڑتے رہتے تھے، جب کھانے پینے کی چیزیں آتیں تو اچھل اچھل کر گرتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی توجہ نہ فرمائی، جو ملتا وہ لے لیتے جو دیا جاتا اس پر قناعت فرماتے، غل غپاڑے سے نفرت، لہو و لعب سے بیزار، ہر وقت خاموش کسی خیال میں مستغرق۔

حضرت حمزہؓ کا اسلام

قدرت نے پھول کی خوشبو صرف چمن تک محدود نہیں رکھی۔ بلبل بیمار کا نالہ جب یاد دلدار میں بلند ہوتا ہے تو دیکھنے والی آنکھیں اس کے ساتھ روتی ہیں، اور اہل دل تڑپ تڑپ کر اس کی صدا کا استقبال کرتے ہیں، قریش کے وہ افراد جو یتیم عبداللہ کو آنکھوں پر جگہ دے چکے تھے اور شب و روز قربان ہو رہے تھے، اپنے محبوب کے خلاف اپنے بھائیوں کے مظالم کی تاب نہ لا سکے، مگر تعداد میں تھوڑے، طاقت میں کم، اور برادری میں کمزور تھے، بے کار چیختے، بے سود بلبلاتے، اور بے فائدہ مقابلہ کرتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلقین لمحہ بہ لمحہ ترقی کر رہی تھی۔ ایک روز پردۂ کائنات سے آفتاب کی ابتدائی گھڑیاں کھیل رہی تھیں، خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کعبۃ اللہ کے پاس خاموش بیٹھا اپنے خدا کی یاد میں غرق تھا کہ ادھر سے ابو جہل کا گزر ہوا، وہ قریب آیا سخت گالیاں دیں اور کوئی غلیظ لفظ ایسا نہ تھا جو زبان پر نہ لایا ہو، بشریت چشم مبارک میں آنسو بن کر بھرنے لگی جس کو یاد کر رہے تھے اس کی طرف آسمان کو دیکھا۔

نگاہ محبوب نہ معلوم کائنات سماوی میں قدرت کے ساتھ کس کس کے جگر کو چھلنی کر گئی ہوگی، ازلی و ابدی طاقت اپنے محبوب کی حمایت کو اپنے قانون کے تحت میں اٹھی، حمزہؓ حقیقی چچا جو قریش کے ہم نوا تھے شکار سے واپس ہوئے تو ان کی لونڈی نے یہ واقعہ بیان کیا اور کہا:۔

"تمہارے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابو جہل نے بلا وجہ ایسی گالیاں دیں کہ میں تھرا گئی۔ قربان اس کی مظلومیت و معصومیت کے جو جواب صرف ایک ٹھنڈے سانس سے دے کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔"

قدرتِ خداوندی اپنا کام کر رہی تھی، حمزہؓ جو کل تک دشمنوں کے ساتھ تھے اتنا سنتے ہی غصہ سے لال ہو گئے اور کمان ہاتھ میں لیے سیدھے ابو جہل کے پاس پہنچے اور کہا:۔

"بدمعاش تیری نالائقیاں حد سے گزر گئیں۔ تو سمجھتا ہے بنی ہاشم مر گئے اور عبداللہ و عبدالمطلب کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر کوئی نہ رہا، ابھی میں تیرا سر کچلنے اور تیرے حماقتوں کو تہ و بالا کرنے کے واسطے زندہ ہوں، اتنا کہہ کر حضرت حمزہؓ نے اپنی کمان اس زور سے ماری کہ ابو جہل کا سر پھٹ گیا، اب اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ ابو جہل اپنی غلطی کا اقرار کرتا مگر نگاہ محبوب آسمانی کلیجے توڑ چکی تھی اور خالق الموجودات کے حضور سے خالی آنے والی نہ تھی۔ جفا کار قریش کا گروہ اور ابو جہل کے ساتھی حمزہؓ اور ابو جہل کے تیور دیکھ رہے تھے

Marfat.com

کہ حمزہؓ نے بآواز بلند کہا:۔

"ابوجہل غور سے سن لو میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں"

حضرت حمزہؓ کے اسلام نے دبی ہوئی چنگاریوں میں آگ لگادی۔ خاموش دشمن بھی میدان میں آگئے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ جب خدا کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آمنہؓ کا لال اپنا سر درگاہ رب العزت میں جھکاتا تو جفا شعار غلاظت کے ڈھیر اور مردہ جانوروں کی آلائش سر پر اس طرح دیتے کہ سر اٹھانا مشکل ہوجاتا۔

بی بی خدیجہؓ اور ابوطالب کا انتقال

ایک طرف نبوت کے مراحل بتدریج پورے ہو رہے تھے اور دوسری طرف قدرت اپنے قوانین کی تکمیل کر رہی تھی کہ رسالت کی طاقت اور کامیابی کا وزن اتنا زیادہ نہ ہوجائے کہ تکالیف کا خاتمہ شانِ نبوت کو ہلکا کر دے۔ عمرؓ اور حمزہؓ کے اسلام لانے نے قلب مبارک کو جو تسکین دی اس کی کسر یوں نکلی کہ خدیجہؓ جیسی رفیق زندگی اور ابوطالب جیسے مربی و سرپرست کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان دونوں کے بعد مناقعوں نے جو اذیتیں پہنچائیں وہ نہایت جگر خراش ہیں، ملنا جلنا، کھانا پینا لین دین، خرید و فروخت سب بند کر دی۔ اور مٹھی بھر مسلمانوں پر وہ وقت آیا کہ اناج کے دانے اور پانی کے قطرے بھی میسر نہ آتے تھے اور یہ کیفیت دنوں مہینوں نہیں برسوں رہی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے کلمہ گو کھانے پینے کو محتاج ہوگئے، مگر تکلیف کے اس انبار اور اذیت کے اس مجموعہ نے بھی قدم نہ ڈگمگائے اور مقصد کی تلقین پہلے سے زیادہ فرمانے لگے۔

مدینہ پر اسلام کا اثر

حج کا موسم تھا، مدینہ والے حج کرنے آئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا

Marfat.com

ان میں سے سات آدمی مسلمان ہوئے، اور حبیب گھر واپس آئے اور بہت سے لوگوں کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو ان میں سے ایک شخص سعد بڑے قبیلے کے سردار تھے، مصعبؓ نے جو مسلمان ہو چکے تھے ان کے سامنے قرآن پڑھا، وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ رونے لگے، اور فوراً مسلمان ہونے لگے۔ ساتھ ہی تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ اور مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد مکہ سے بھی زیادہ ہو گئی۔

ہجرت ترکِ وطن ایک ایسی اذیت ہے جس کا اثر صرف موت ہی قلب سے زائل کر سکتی ہے، کہتے ہیں کہ خدا چڑیا کا گھونسلہ بھی نہ اجاڑے۔ مگر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مصائب برداشت فرمائے اور فرما رہے تھے، ان میں ایک چیز باقی تھی کہ وطن کو خیرآباد کہنے اور جس زمین پر اور جس گھر میں پرورش پائی تھی اس کو حیرت سے دیکھتے ہوئے رخصت ہوتے یہ وقت بھی آ گیا، اور منافقوں کا کینہ حد سے بڑھ گیا، اور مسلمان تڑپ اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا، یہ لوگ وہاں جا کر بس گئے، منافقوں کو اس پر بھی صبر نہ آیا، اور جان کے درپے ہو کر فیصلہ کیا کہ کسی دن رات کے وقت سوتے میں قتل کر دو، یا علی الصبح کعبۃ اللہ کے راستے میں اس رائے پر سب متفق ہو گئے اور وہ دن آیا جس کی رات یا رات کی صبح اس قصد کی تکمیل کرے۔

صدیق کی درخواست دورِ حاضر اگر یہ تسلیم نہ کرے کہ روحانی اعانت کا کائنات میں وجود ہے تو اس دعوے کے روبرو گردن جھکانی پڑے گی کہ جس صبح کو یہ مشورہ طے ہوا اسی دوپہر کو آمنہؓ کی گود میں کھیلنے والا لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حلیمہ کے دودھ سے پلنے والا، ابوبکرؓ کے گھر بے وقت اور خلافِ عادت پہنچا اور فرمایا "میں مدینہ جاتا ہوں۔"

Marfat.com

حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا ''اجازت دیجیے میں بھی ہمرکاب ہوں'' سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اچھا'' اس اجازت میں نہ معلوم کیا مسرت پوشیدہ تھی اور صدیقؓ کی محبت میں عشق کا کون سا جذبہ شامل تھا کہ مسرت کے لاتعداد آنسو آنکھوں سے نکل کر پائے اقدس پر قربان ہو گئے۔

شیرِ خدا کی قربانی

حیاتِ مقدس کے وہ پاکیزہ اوراق اب وہ گزرا ہوا وقت ایک دفعہ سامنے لاتے ہیں جب آلِ غالب کا مجمع بیٹھا ہوا ہے، نبوت کا ابتدائی وقت ہے اور ایک جم غفیر قتل پر کمر بستہ ہے تبلیغ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''تم میں کون خدا کی راہ میں میرا ساتھ دے گا'' بڑے اور جوان سب خاموش تھے کہ ایک دس برس کا بچہ کھڑا ہوا اور اس نے کہا:۔

''اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں دل و جان سے حاضر ہوں اور اس سے زیادہ کوئی خوشی نہیں ہو سکتی کہ ننھی سی جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر قربان ہو''

یہ معصوم بچہ علیؓ ابن ابی طالب تھا جس کی بے گناہ زبان حقیقت کی ترجمان اور جس کا جذبۂ محبت تلوار کی طرح منافقین کے حوصلوں کو ذبح کر رہا تھا اس وقت بلند قہقہوں نے خدا کے شیر کی ہنسی اڑائی۔ مگر قدرت نے فیصلہ کر دیا کہ یہ شقی القلب جو آمادۂ تضحیک ہیں اسی بچہ کے سامنے دانت پیس گے، اس کے الفاظ پورے ہوں گے، اپنی جان پیش کر کے دنیا کو دکھا دے گا کہ کس طرح خنجر آبدار خلوص کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں۔ اور بڑی بڑی طاقتیں عاجز و لاچار ہو کر بے کار ہو جاتی ہیں رات سر پر آ پہنچی اور یہ وہ رات تھی کہ جس کی دوسری منزل محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ کر دے۔ اس وقت سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

حضرت علیؓ پر اپنا خیال ظاہر کیا اور فرمایا "تم میرے بستر پر سو جاؤ۔"

آدھی رات کے سنسان وقت میں جب فانی دنیا کے جھوٹے شیدا آستانہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باہر اونگھ رہے تھے سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔

آسمان عقل کے اندھوں پر کھلے ہوئے دانتوں ہنس رہا تھا۔ اور زمین جفا کار سینوں کو تھپک رہی تھی، کسی نامعلوم طاقت نے دشمنوں کی آنکھوں میں خاک جھونکی، اور ان سب کی نگاہوں میں سے خدا کا پیارا قدرت کی حفاظت میں مکہ سے روانہ ہوا۔

منافقین کی بدبختی پر صبح صادق کھل کھلا کر ہنسی، مجمع اندر گھسا تو دیکھا کہ جس بچہ کے الفاظ کوہ صفا کی چوٹیوں پر گونجے تھے وہ بستر استراحت پر ہے آپے سے باہر ہو گئے گھسیٹتے ہوئے کعبہ تک لائے اور قصد کیا کہ اس کے خون سے اپنی آگ ٹھنڈی کریں مگر قدرت خداوندی کو ابھی معصوم الفاظ کی تکمیل کرنی باقی تھی، وہ خود بگڑے اور کہا۔

"اس کے قتل سے کیا حاصل، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راستہ میں پکڑ و اور قتل کر دو۔"

Marfat.com

غارِ ثور کا رفیق

حضرت ابوبکرؓ جن کی صداقت پر رسالت گواہ ہے ہمرکاب تھے، اس خیال سے کہ دشمن پیچھا نہ کرے، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے راہ میں ایک جگہ قیام فرمایا، یہ ایک غار تھا، جن کا نام ثور ہے۔ اس راز کا علم حضرت صدیقؓ کے لڑکے اور لڑکی کو تھا، جو شام کو خاموشی سے کھانا پہنچاتے تھے، خوش نصیب تھا غارِ ثور اور اس کے اینٹ پتھر جن کو ایسے جلیل القدر انسان کی مہمان نوازی کا فخر حاصل ہوا،

رسالت اور صداقت کا فرق مسلمانوں کو غارِ ثور نے بتایا اور ہم نے اس کسوٹی پر دیکھا کہ افضل البشر اور رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کیا فرق تھا۔ فطرت انسانی دونوں دلوں میں کام کر رہی تھی، چنانچہ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ اعداء کی تعداد زیادہ ہے اور ہم دو ہیں، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جواب یہ تھا کہ۔

"ہم دو نہیں تیسرا ہمارے ساتھ خدا ہے"

یہی ہوا کہ دشمن اندھے ہو گئے اور تین دن تک خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اس کا دوست غارِ ثور میں پوشیدہ رہ کر چوتھے روز مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

سراقہ کی دشمنی منافقین کی کامیابی کا صرف ایک ذریعہ تھا اور وہ یہ کہ انہوں نے قتل و گرفتاری کے انعام مقرر کیے جو سو اونٹ تک پہنچ گئے۔ ایک شخص سراقہ انعام کے لالچ میں بھی اور دبی ہوئی عداوت سے بھی نشان لیتا ہوا چلا اور

Marfat.com

منزلِ مقصود کے قریب جا پکڑا۔ یہ عجیب ساعت تھی، چہرۂ اقدس کا عاشق صادق رستے بھر پیادہ چاروں طرف دیکھتا بھالتا جلو میں جا رہا ہے اور دلی آرزو یہ ہے کہ اعداء پہلے میری گردن جدا کر دیں تاکہ شہادت حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھ سے نہ دیکھوں۔ صدیق کی یہ رات وہ رات ہے جس پر فاروقؓ کی یہ حسرت اسلام میں کندن کی طرح دمکے گی کہ:۔

"عمرؓ کے عمر بھر کے اعمال ابوبکرؓ کی اس رات پر قربان ہیں۔"

مکہ کے بدلیسی یہمان گھر بار چھوڑ کر مدینہ میں پناہ لینے جا رہے ہیں کہ اغیار آ پہنچے، اور ناگاناً سراقہ نامی دشمن تیغ برہنہ لیے نمودار ہوا، اب سچا دوست اس غرض سے آگے بڑھا کہ تلوار کا وار اپنے سر پر لے کر خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہو، ایک عیسائی مؤرخ حیران و پریشان لکھتا ہے کہ "دنیا اس استقلال کی مثال مشکل سے پیش کرے گی"۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور اپنے ساتھی سے کہا:۔

"گھبراؤ نہیں خدا ہماری مدد کرے گا"

عقل کے دشمن جو ہر وقت عقل و قیاس کا کلمہ پڑھتے ہیں یہاں تک تڑپ تڑپا کر پہنچ جاتے ہیں اور دبی ہوئی یا مری ہوئی زبان سے ہوں ہاں کر لیتے ہیں مگر آگے چل کر زبان کل جاتی اور قلم چکرا جاتا ہے، اب عقل سلیم فیصلہ کرے اور بتائے کہ ایک تن واحد بے یار و مددگار پوری جماعت کے سر پر سے اور آنکھوں کے سامنے سے نکل جاتا ہے اور جماعت سر پیٹ کر بیٹھ جاتی ہے۔ ایک شخص کا، وہ بھی تنہا (تلوار یا بندوق نہیں) سینکڑوں کی تعداد جو مسلح ہیں اور جمع ہوئے ہیں اسی غرض سے آمادہ ہیں قتل پر اور تیار خونریزی پر، آنکھوں میں خاک جھونک کر علی الاعلان اور کھلے خزانے چلے جانا قرین قیاس ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو قیاس کون سا اور

Marfat.com

عقل کس کی؟ اگر نہیں ہے تو حفاظت کس نے کی اور بچانے والا کون ہے؟

وہی طاقت جو گھر سے نکال مدینہ کے دروازے تک صحیح سالم لے آئی، اس وقت یوں کام کرتی ہے کہ سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنسنا شروع ہوا، اور سراقہ کو موت کا یقین ہو گیا تو گڑگڑایا رویا اور التجا کی، مشکل تھا، محال تھا کہ کوئی درخواست کوئی سائل، کوئی ملتجی دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی جائے، گھوڑا زمین سے نکلتے ہی سراقہ کی عقل نے واقعہ کو اتفاق سمجھ کر تلوار تانی اور آگے بڑھا، مقابلہ سراقہ اور آمنہ رضی کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ تھا، ازلی اور فانی، ابدی اور عارضی خالق اور مخلوق، خدا اور بندے کا تھا، تلوار ہاتھ میں رہی اور گھوڑا پھر دھنسنا شروع ہوا۔ سراقہ کی گناہ گار آنکھیں شرمندہ صورت اور محسن کش دل اب پھر کرم کا خواستگار ہوا، یہ عجیب وقت تھا، انسانیت سے بلند شان رسالت نے رحم کو وہ سماں دکھایا کہ گردن جھکانے کے سوا چارہ نہیں۔ سراقہ کا گھوڑا پھر نکلا مگر اب اس کی بے ایمانی تجاوز نہ کر سکی اور ایسا دم دبا کر بھاگا کہ پھر نہ پلٹا۔

مکہ کے شاداب پھول کی مہک جب مدینہ پہنچی۔ اور چند آدمی جو حج کے موقعہ پر مسلمان ہوئے تھے انہوں نے جا کر کیفیت بیان کی تو لوگوں کو اشتیاق اتنا بڑھا کہ وہ خود مکہ آنے کو تیار ہو گئے، مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ آمنہ رض کا لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ جگمگانے آ رہا ہے تو استقبال کو بے تابانہ باہر نکلے عورتیں کوٹھوں پر، بچے راستوں میں اور مرد سڑکوں پر جمع ہوئے اور ذوق وشوق میں اس طرح گانا شروع کیا ۔۔

<u>مدینہ میں</u>

گزر ہو جس راستہ سے تیرا بچھائیں اس راستہ میں آنکھیں

یہ آگ دل کی ہو ٹھنڈی آقا درود پڑھ کر سلام پڑھ کر

ہمارے دل میزباں ہوں تیرے ہماری پلکیں مکان تیرا

بٹھائیں آنکھوں پہ تجھ کو مولا درود پڑھ کر سلام پڑھ کر

Marfat.com

دکھا اب ہم کو جمال اپنا کریں ہم آنکھوں کو اپنی روشن
ملک سے افضل بشر سے اعلیٰ درود پڑھ کر سلام پڑھ کر

یہ مال ہمارے نثار تجھ پر، کریں گے ہم تجھ پہ جاں قرباں
بصد عقیدت، بصد تمنا درود پڑھ کر سلام پڑھ کر

ہوئے ہیں آپے سے اپنے باہر خوشی سے ہیں تجھ کو لینے آئے
یہ بستی پوری یہ گاؤں سارا درود پڑھ کر سلام پڑھ کر

گھروں سے نکلے ہیں اس لیے یہ کہ جا کریں پیشوائی تیری
ہے وجد میں آج ذرہ ذرہ درود پڑھ کر سلام پڑھ کر

غرض نہیں شعر و شاعری سے یہ دل سے نکلے ہوئے ہیں کلمے
ہے عجز و عاجز کا ایک جذبہ درود پڑھ کر سلام پڑھ کر

تثلیثی دنیا حضرت عیسیٰ پر جس قدر ناز کرے صحیح مسلمان بھی اس فخر میں ایک حد تک ہم نوا ہیں مگر ہے کوئی جو اس کا بطلان کر سکے کہ تینتیس سالہ زندگی میں صرف تین سال کے حالات کا ذخیرہ موجود ہے اور اس کے بعد ہر تاریخ اور ہر ذریعہ خاموش اور ساکت۔ لیکن خاتم النبیین کی مقدس زندگی کا ہر لمحہ اور ہر سانس پیش نظر اور محفوظ۔ مسیح علیہ السلام کا درگزر اور حلم و تحمل سر آنکھوں پر مگر نوح اور موسیٰ کی ذات اس سے محروم ہے۔

جس وقت زمین پانی میں غرق ہوئی اور قہر آسمانی نے بارش کی صورت میں قیامت برپا کی، موت نے زندگی کو پردۂ دنیا سے ناپید کرنے کی قسم کھائی اور غضب خداوندی ہر سمت سے نمودار ہونے لگا، زندہ انسانوں کی جان کے لالے پڑ گئے درندوں نے دہشت سے، پرندوں نے حسرت سے روسیاہ مخلوق کی صورت دیکھی رحم و کرم کی صدائیں زمین و آسمان سے بلند ہوئیں، نافرمان پیشانیاں اور گناہ گار

Marfat.com

سر خدا کے حضور میں جھکے اور وہ منافق اور نمک حرام جنہوں نے نوح کی ہنسی اڑائی تھی اور خدائی پر ٹھٹھے لگاتے تھے رونے اور گڑگڑانے لگے تو قدرت منتظر تھی فیصلہ کی اس شخص کے جس کی کشتی اطمینان وسلامتی کے ساتھ پھول کی طرح پانی میں تیر رہی تھی۔ دفعتاً زمین کے کانوں اور آسمان کے حافظہ میں اس کے یہ الفاظ پہنچے۔

"الٰہی ان میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑ"

اسی طرح گو دنیا بھول جائے لیکن تاریخ اس واقعہ کو دہرائے گی جب ایک قبطی کی جان موسیٰ کے گھونسہ پر قربان ہوئی اور ان کی بددعاؤں نے بنی نوع انسان پر غداریوں کا تار باندھ دیا۔ اور آج کی دنیا کو ضرورت تھی ایک ایسے انسان کی جو تمام نبیوں اور پیغمبروں کی صفات کا مجموعہ ہو قدرت اپنے ہاتھوں سے تعمیر کے بعد اپنی بے مثل مخلوق کو بوسہ دے اور دنیا کو دکھا دے کہ ایک انسان کامل دنیا کے تمام تعلقات میں شامل اور زندگی کی ہر ضرورت میں داخل ہو کر کس طرح اسبابِ عیش کو ٹھکرا اور نفس کو مغلوب کر سکتا ہے۔

اغیار کا اعتراف صرف مسلمان ہی نہیں ہر انسان نگاہ بلند کرے اور سامنے دیکھے موسوی عہد گزر چکا، مسیحی دور ختم ہوا نبوت و رسالت کے جلوے اپنے اپنے رنگ دکھا کر فنا ہوئے اور وہ وقت آ گیا کہ آمنہؓ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا نقارہ بجے، اعلانِ نبوت کوس لِمَنِ الْمُلْکُ کی طرح دنیا میں گونج رہا ہے۔ آسمانی کتابوں کے ماہر تلاش کے قدموں سے آگے بڑھ رہے ہیں اور تحقیق کی آنکھیں یتیم عبداللہ کے گھر مکہ کا طواف کر رہی ہیں، آفتاب نصف النہار پر ہے اور عرب کی قیامت خیز گرمی نے آفت برپا کر رکھی ہے۔ یروشلم کے دو یہودی توریت و زبور کے عالم جن کے دلوں کو آیاتِ ربانی نے تعصب و کدورت سے صاف کیا تھا مکہ کی سرزمین پر داخل ہوئے اور اپنے ایک ہم مشرب و ہم مذہب

لِمَنِ الْمُلْکُ

Marfat.com

یہودی بقال کی دوکان پر ٹھہر کر کہا :۔

"وہ شخص جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کہاں ہے"؟

میزبان بقال اپنے مہمانوں کے شوق کا استقبال بلند قہقہہ کی صدائیں کر رہا تھا کہ غل شور کی آواز کان میں آئی اور اجنبی سیاحوں کی آنکھوں نے دیکھا کہ آدمیوں کا غول چیختا چلاتا ہو ہا کرتا چلا آ رہا ہے۔ چشم زدن میں مجمع سر پر آ پہنچا تو معلوم ہوا سیاہ کمبل میں لپٹا ہوا ایک انسان بیچ میں ہے جس کے قدموں کو نبوت اور رسالت چوم رہی ہے۔ سر سے خون کے فوارے جاری ہیں، لڑکے اور بچے، بڑھے اور جوان چاروں طرف سے اس کے اوپر پتھر برسا رہے ہیں اور سر کنڈے مار رہے ہیں یہودیوں کے دل تڑپ اٹھے، ہمدردی کا جذبہ بلند ہوا، اضطراب کی لہریں چہروں پر دوڑنے لگیں اور مکہ والوں کے ان مظالم پر لعنت کی بوچھاڑ کرتے اٹھے تو بقال نے کہا :۔

"جس کی آرزو تم کو یہاں تک کھینچ لائی وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے۔"

شوق حیرت سے بدلا اور تعجب کے آثار نمودار ہوئے اور دل نے جس کی ہمدردی میں رحم شامل ہو چکا تھا فیصلہ کیا کہ آزمائش کا بہترین موقعہ ہے۔ یہ جگر خراش مظالم خالی جانے والے نہیں، یہ خون رنگ لائے گا اور اگر دعویٰ سچا اور رسالت برحق ہے تو اس کی بددعا مکہ کیا عرب کا کلیجہ توڑ دے گی اور عذابِ الہٰی ان ظالموں کا ناس کر دے گا۔

یہودی مجمع کے ساتھ آگے بڑھے چند قدم چلے تھے کہ ایک پتھر نے سرکار کی پیشانی زخمی کی اور خون کی تلی جاری ہوئی، دونوں اس لیے کہ نتیجہ کی آرزو گدگدا رہی تھی اور دل مظالم پر رو رہا تھا، قریب پہنچ کر ٹھہرا اور کانپ رہے تھے کہ ان کے سامنے ایک عجیب سماں آیا۔

عبداللہ کا یتیم جس کے حمایتی قبروں میں جا پہنچے تھے اور جس کا کوئی والی

Marfat.com

وارث زندہ نہ تھا ٹھمُصکا کمبل کے دامن سے پیشانی کا خون پونچھ کر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا :-

"معبودِ حقیقی! میری قوم کی غلطیوں کو معاف کیجیو، بے گناہ ہے اس نے ابھی تک مجھ کو پہچانا نہیں"

استعجاب کا خون رگوں میں بجلی کی طرح دوڑا اور عقیدت نے جسم میں لرزہ پیدا کر دیا، فضائے شور و شغب میں ایک متفقہ چیخ یہودیوں کی بلند ہوئی اور دونوں سر ٹیکتے ہوئے قدموں میں گرے :-

"لاریب تو رسول برحق ہے"

زندگی کے اس خوشنما دربار میں اس ظلم و ستم پر نفس کو مغلوب کرنا ایسا معجزہ ہے کہ جس کا جواب دینے میں عفو و تحمل کے فرشتے خاموش ہیں یہ رحم و کرم یہ ایثار دور دور عدیم النظیر ہے جویائے حقیقت تاریخ میں لاکھ غوطے لگائے مگر یہ دُر شہوار میسر نہیں آتا، اور عقل سلیم ... گردن جھکا کر صرف اتنا کہتی ہے :-

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

توسنِ قلم میدان تاریخ کو طے کر لینے کے بعد بیان سیرت میں سجدے کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے اور متعجب ہوتا ہے کہ کیسے دل اور کیسے انصاف تھے، ان لوگوں کے جنہوں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر زندگی کی کشمکش نے ایمان نگلوا دیے، جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ معمولی انسان نہیں پیغمبر ہے مگر ایسے کینہ دوز اور سیاہ قلب تھے کہ دل کی حقیقت سے دماغ کو اور آنکھ کے تماشے سے زبان کو محروم رکھتے تھے۔

نصر کا اقرار

حج بیت اللہ کا وقت قریب ہے اور اس فکر نے قریش کی جان پر بنا دی ہے کہ لوگ دور دور سے آئیں گے اور اس پر ایمان لائیں گے

Marfat.com

جلسے ہو رہے ہیں، مشورے کیے جا رہے ہیں اور تجویزیں سوچی جا رہی ہیں کہ کیا طریقہ اختیار کریں اور نووارد بھولے بھالے مسافروں کو کس جال میں پھنسائیں کہ منزل مقصود سے دور رہیں اور یہ بھنک کانوں میں نہ پڑے، وسیع پیمانہ پر ایک عام جلسہ سب سے کٹر دشمن نضر بن حارث کی صدارت میں منعقد ہوا۔ یہ ان ملعونوں میں سے ایک ہے جو شب و روز قتل کے منصوبوں میں منہمک تھے۔ پتھر اس نے پھینکے گڑھے اس نے کھودے، کانٹے اس نے بچھائے اور اوجھڑیاں اس نے ڈالیں۔ متفقہ تجویز ہوئی کہ زائرین بیت اللہ کے کانوں میں پہلے یہ بات ڈال دو اور یقین دلا دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نعوذ باللہ) مجنون ہو گیا اور جھوٹا دعویٰ کرتا پھرتا ہے، جب تجویز طے ہو چکی تو نضر نے کھڑے ہو کر کہا:۔

"بات وہ کرو کہ اپنے اوپر آنچ نہ آئے اور دنیا ہم کو نکو نہ بنائے، مکہ کی زمین پر آج تک کوئی شخص ایسا نہیں آیا جس کے کانوں نے تمہاری زبانوں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف نہ سنی ہو، تم نے ہمیشہ اس کی صداقت کا اقرار کیا اور سدا اس کی امانت کے گیت گائے، وہ ہماری آنکھوں کے سامنے بچہ سے جوان ہوا اور سر میں سفید بال ہمارے سامنے نمودار ہو گئے مگر ہم نے یا ہم میں سے کسی نے آج تک کسی معاملہ میں اس کی لغزش دیکھی نہ سنی کہ تل کا پہاڑ بنا کر اس کو بدنام کر سکیں۔ ابتداء سے انتہا تک اور روز پیدائش سے اس وقت تک کہ نصف صدی سے زیادہ مدت گزر چکی اس کی عمر میں کوئی لمحہ ایسا نہیں ملتا جس پر حرف گیری ہو سکے اور لب کشائی کر سکیں، ہمارا یہ کہنا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے ہماری اپنی تذلیل و تضحیک ہے دنیا ہنسے گی اور لوگ مذاق اڑائیں گے اور مخلوق ہم کو مطعون کرے گی کہ کل تک جس منہ سے اس کی انسانیت کا کلمہ پڑھتے تھے آج اسی منہ سے اس کو جھوٹا کہتے ہو۔"

Marfat.com

نضر بن حارث دنیا سے اٹھ چکا، اور اسلام کا وہ دور بھی ختم ہوا، مگر نضر کی تقریر اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و امانت کا یہ اقرار تاریخ میں چمک دمک رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ اس سے بڑا معجزہ کیا ہوگا کہ اس دشمن کی زبان بھی جو سر آزار کے در پے یہاں تک کہ قتل پر کمر بستہ ہے اس طرح اعتراف کر رہی ہے کہ کیا دنیا کی کوئی تاریخ اور کوئی انسان اس کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اس کی زندگی اغیار کی تاریخ میں اس طرح چمک رہی ہے۔ ... یہ الفاظ دشمن جانی کے ہیں اور تاریخ عدوے ازلی کی!"

قریش کا بدبخت گروہ جو ہر صبح اس امید پر شام اور ہر شام اس توقع پر صبح کرتا ہے کہ آج جھگڑا ختم اور پاپ کٹ جائے گا، جب ہر طرح سے ناکام اور ہر طرف سے مایوس ہوا تو بدرجۂ مجبوری ابو طالب کے پاس پہنچا اور کہا کہ اب اس کا فیصلہ کیجیے اور اب اپنے بھتیجے کو منع کیجیے کہ وہ ہمارے خداؤں کے خلاف کچھ نہ کہے اور توحید کو زبان پر نہ لائے، ابو طالب نے آپ کو بلا کر سامنے بٹھایا اور کہا کہ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں غور سے سنو! قریش بدستور کہتے رہے اور تقریر بایں الفاظ پر ختم کی۔

"اگر نکاح کا خواہش مند ہو تو قریش کی متمول سے متمول اور حسین سے حسین عورت ہم تیرے نکاح میں دیں، اگر دولت کی آرزو ہو تو مال و متاع، نقد جائیداد زمین مویشی جس قدر کہے ابھی حاضر کر دیں"

جب ابو طالب نے بھی اس گروہ کی تائید کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیال فرمایا کہ چچا جس نے میری پرورش کی میرا ساتھ چھوڑ رہے ہیں تو جواب دیا۔

"اگر قریش آسمان سے چاند اور سورج کو میری گود میں بٹھا دیں تو بھی خدا کے احکام نہیں چھوڑ سکتا، عورت کیسی اور دولت کیسی، ضرورت صرف صداقت کی ہے جس کی طرف میں بلا رہا ہوں"

Marfat.com

ہمدردی کی آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور محبت سے لبریز دل تڑپتا ہوا بلبلاتا ہے، جب یہی دشمن مؤرخ اسی پاک ذات کے متعلق جس نے زر و دولت کو ٹھکرا دیا، عزت و اکرام کو لات مار دی، ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ یہ واقعہ رحلت کے عرصہ دراز کا ہے کہ بی بی عائشہ رضؓ ایک موقعہ پر کھانا کھا رہی تھیں اور آنکھ سے زار و قطار آنسو جاری تھے، ان سے رونے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: "خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے شوہر جن پر نبوت ختم ہوئی دنیا سے رخصت ہوئے، مگر مجھ کو دنیا نے اجازت نہ دی کہ کبھی ایک وقت کی روٹی چھنے ہوئے آٹے کی کھلا دیتی، آج یہ صاف روٹی میرے حلق میں پھنس رہی ہے اور جی چاہتا ہے کہ زندہ ہوتے تو پہلے ان کو کھلاتی اور پھر خود کھاتی۔"

انصاف آقائے نامدار کے قدم چومتا ہے، عقل نثار ہوتی ہے اور ایمان باآواز بلند کہتا ہے ؎

درود تجھ پر شفیع محشر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہے۔

باغیچہ دہر میں صبح و شام انواع و اقسام کے پھول کھلتے اور مرجھا جاتے ہیں، مگر زمین کا وہ قطعہ جس کی آغوش کسی خاص پھول سے بسی، مدتوں رستہ چلنوں کے دماغ معطر کر دیتا ہے۔ قندیل فلک ہر چودھویں تاریخ کو پردۂ دنیا پر تمام رات جگمگا کر صبح کو جھلملا جاتی ہے مگر بزم شب کا وہ سماں ان دماغوں سے پوچھنا چاہیے، جن کے دلوں سے اس کی یاد موت کے سوا دوسری طاقت جدا نہیں کر سکتی، مادر گیتی کے پیٹ سے لاتعداد انسان مرد اور عورت ظہور پذیر ہوئے مگر آمنہ رضؓ کا لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدیجہ رضؓ کا شوہر وہ انسان تھا جس کے مقدس نام پر عقل سلیم بے ساختہ قربان ہوتی ہے۔

Marfat.com

دونوں بیبیوں کی شہادت مسلمانوں کی دونوں محترم ماؤں یعنی ام المومنین حضرت خدیجہؓ اور ام المومنین بی بی عائشہؓ کی عمروں میں آسمان و زمین کا فرق تھا، بی بی خدیجۃ الکبریٰؓ کی عمر نبوت کے وقت پچپن سال تھی، یہ بالکل بڑھاپے کا وقت ہے اور حالات یہ ہیں کہ شوہر نے ان کی ہزاروں روپے کی جائیداد اپاہجوں اور حاجت مندوں کو دے دی، مگر وہ اس پر فخر کرتی ہیں، اور اشاعت اسلام میں آخر وقت تک پوری مدد دیتی ہیں۔ سردار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محرم راز بی بی خدیجہؓ سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا تھا اور ان سے بہتر شہادت اور کس کی ہو سکتی تھی کہ جان و مال سے قربان ہوئیں اور جب تک زندہ رہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سپر کا کام کیا۔ دوسرا بیان بی بی عائشہ صدیقہؓ کا ہے جو عمر میں بہت کم تھیں، نوجوانی میں بیوہ ہوئیں اور سہاگن جب تک رہیں تو آرام و آسائش تو درکنار پیٹ بھر روٹی میسر نہ ہوئی، مگر رحلت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس وقت جب بچپن اور جوانی بڑھاپے سے بدل گئی۔ خاک عرب سے اٹھنے والے ہادی برحق کا کلمہ پڑھتی ہوئی زیر زمین پہنچ گئیں۔

غیر کی گواہی قیس بن سائب جو ایک دفعہ شریک تجارت تھا اور مسلمان بھی نہ ہوا تھا حالت کفر میں کہتا ہے :-

"میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر شریک نہیں دیکھا جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا اور نہ بدنیتی کی۔۔۔" حضرت انسؓ جو بچپن سے دم واپسیں تک غلام کی حیثیت سے خدمت اقدس میں حاضر رہے فرماتے ہیں :-

"مجھے کبھی کوئی ایسا کام نہ بتایا جس میں خود شریک نہ ہوئے ہوں یا

Marfat.com

میری طاقت سے زیادہ ہو اور کسی کام کے بگڑنے پر غصہ نہ فرمایا۔"
یہ شان کسی معمولی انسان کیا کسی معمولی نبی یا پیغمبر کی بھی نہیں ہو سکتی زمین و آسمان کی آنکھیں صفات انسانی کا یہ مجموعہ صرف ایک ذات میں دیکھ چکیں، اس سے پہلے اور اس کے بعد اللہ کا نام تھا اور رہے گا۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ہی ختم نہ تھی انسانیت بھی ختم تھی، جوہر انسانیت چمک اور دمک گئے ساری ایک ذات میں انسانیت کی تفسیر دکھا گئی اور بتا گئی، وہی انسانی ہستی جس کے سامنے جلیل القدر شہنشاہ زمین بوس ہوئے اور بڑے بڑے فرشتے جس کے دربار کے ادنیٰ غلام تھے۔

فاروق اعظمؓ جیسا بہادر جس کی خلافت نے ایک عالم میں اسلام کا ڈنکا بجا دیا، جس کے نام سے دنیا تھراتی تھی دنیا سے رخصت ہو رہا ہے، خون کا فوارہ جاری ہے اور چند ساعت کا مہمان ہے، اس ساعت آخر میں اس کی خواہش، اس کی آرزو، اس کا ارمان صرف یہ ہے کہ جسد خاکی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں دفن ہو، ہزار ہا درود اور لاکھوں سلام اس ذات پاک پر جو ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ جیسی شخصیتیں پیدا کر گئی جن کے نام اعمال نامہ حیات میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

کیسی مبارک تھیں وہ آنکھیں جنہوں نے اس جمال جہاں آراء کی زیارت کی اور کس قدر خوش نصیب تھے وہ مرد اور عورتیں جو اس شمع رسالت پر قربان ہو گئے۔ آگ کے شعلوں میں موت کی اذیتوں میں، تلواروں کی دھاروں میں ان کے قدم نہ ڈگمگائے اور سخت سے سخت اذیت و مصیبت بھی ان کی فریفتگی میں فرق نہ ڈال سکی۔

❁

Marfat.com

خبابؓ کا بیان خبابؓ ایک غلام ہیں جو لوہار کا کام کرتے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے شروع میں ایمان کی سعادت حاصل کی، جب بھٹی سے لوہا دہکا کر نکال لیتے تھے تو مالک پہلے ان کی پیٹھ پر یہ کہہ کر داغ دیتا تھا کہ اسلام کی یہ برکت ہے، اس کے بعد کام لیتا تھا۔ خلافت فاروقی میں جب زندگی ختم ہو رہی تھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد فرما کر رو رہے تھے اور مصیبتوں کا خیال کر کے ہنس رہے تھے، حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کے مجمع میں ان سے درخواست کی کہ ذرا اپنی پیٹھ دکھایئے انہوں نے چادر اٹھا کر دکھائی تو تمام پشت داغوں کے نشانوں سے پٹی ہوئی تھی۔

دوسرا بیان ایک خبابؓ ہی پر منحصر نہیں، ان خوش نصیبوں کا عشق اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ اس چمن کا ہر خار گل زار تھا، ارمان تھا صرف یہ کہ کسی طرح سرکار کے مبارک قدموں پر نثار ہوں۔

زید بن حارثؓ مشہور غلام ہیں یہ نسلاً عیسائی تھے، ان کے باپ کو جب معلوم ہوا تو خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور بچہ کی رہائی کی التجا کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زید بالکل آزاد ہے آپ شوق سے لے جایئے جب روانگی کا وقت آیا تو زید نے باپ کے ہاتھ چوم کر کہا: "مجھے چلنے میں عذر نہیں، تعمیل کو تیار ہوں، مگر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک لمحہ کی مفارقت گوارا نہیں کر سکتا۔"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح غیر مسلم حضرات خصوصاً مشنری مسلمان عورتوں کو بہکانے میں اکثر کثرت ازدواج سے کام لیتے ہیں اور چونکہ یہ مسئلہ نظرتاً عورتوں کے خلاف ہے اس لیے معمولی مسلمان عورتوں میں یہ منتر کامیاب ہو جاتا ہے۔ میرے لڑکین کا

Marfat.com

ذکر ہے کہ میری ایک عزیزہ کو کوئی غیر مسلم استانی پڑھانے آتی تھیں، ان کے شوہر نے دوسرا نکاح کر لیا اور وہ اس سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ شوہر سے قطع تعلق پر آمادہ ہو گئیں۔ تمام خاندان کو تشویش ہوئی، معلوم ہوا کہ اس کی تہ میں استانی صاحبہ کام کر رہی ہیں، ہم کیا کسی مسلمان کو اس سے انکار نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں، اور اسلام نے چار بیویوں کو اجازت دے دی، مگر دیکھنا یہ کہ ان بیویوں کے ہونے کا کیا مقصد تھا، اور چار نکاحوں کی اجازت کا کیا منشا ہے"؟

یہ تو دنیا جانتی ہے کہ سوائے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بیوی کنواری نہ تھیں، اور بعض تو عمر میں دگنی نہیں تو ڈیوڑھی ضرور تھیں، یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ منافقین ایک دو دفعہ نہیں بارہا یہ عرض کر رہے تھے کہ اگر تو ہمارے بتوں کو برا نہ کہے تو جس قبیلہ جس گھر کی لڑکی اور جو تو پسند کرے ہم اس سے نکاح تجھ سے کر دیں، خوبصورت سے خوبصورت معزز سے معزز، مالدار سے مالدار مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار کر دیا۔ اور ہر مصیبت اور تکلیف دہ ایذا اور وہ اذیت جس کا خیال بھی انسانیت کے لیے روح فرسا ہے گوارا فرمائی۔ اس حقیقت کو سامنے رکھ کر کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ ان نکاحوں میں نفسانیت شامل تھی۔ ہم کو بلکہ ہم نہیں ہر ایمان دار کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ شروع سے آخر تک کوئی نکاح ایسا نہیں ہے جو مفادِ اسلام سے متعلق نہ ہو۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر بی بی خدیجہؓ سے نکاح نہ ہوتا تو اسلام کی یہ اشاعت ممکن تھی؟ اور اگر ام المومنینؓ ابتدائی حالت میں شریک نہ ہوتیں اور اپنی دولت اسلام پر قربان نہ کرتیں تو یہ کامیابی بآسانی میسر آجاتی؟

⁂

Marfat.com

ام سلمہ اور ابو سلمہ کا واقعہ

دو میاں بیوی اسلام قبول کر چکے مگر ان کے عزیز اور دوست ان پر طرح طرح کی تہمتیں اٹھاتے اور سخت سے سخت اذیتیں دیتے رہے ہیں مگر کوئی تکلیف ان کے قدم نہیں ڈگمگا سکتی یہاں تک کہ دن کی راحت اور رات کا سکون بھی ختم ہو گیا، باہر نکلتے ہیں تو تکڑیاں پڑتی ہیں اور گھر میں رہتے ہیں تو پتھر آتے ہیں۔

زمین جان کی دشمن اور آسمان خون کا پیاسا ہے، دو کمزور انسانوں کے خلاف مکہ کی ایک پوری طاقت اٹھ کھڑی ہوئی، شرارت و خیانت کے شعلے فضائے تمکنت اور سیلاب نخوت میں روسیاہ دلوں سے بلند ہو رہے ہیں، سر پتھروں سے، جسم تکڑیوں سے زخمی ہوتے ہیں اور تین سال کے معصوم بچے پر کڑاکے کے فاقے گزر جاتے ہیں جب رات کی دوسری اور تیسری منزلیں ان کا شور و غوغا ختم کر دیتی ہیں اور زندگی کی ضرورتیں نظام عالم سے ہم نوا ہو کر دنیا کے بسنے والوں کو بے خبر کر دیتی ہے۔ تو شوہر اس توقع پر گھر سے باہر نکلتا ہے کہ شاید کوئی مسلمان اس کی خاموش بیوی اور بے گناہ بچے کا پیٹ بھر دے، مگر گنتی کے چند مسلمان بھوک کی آگ کو پتھروں سے دبا کے مصروف عبادت نظر آتے ہیں حقیقت تازیانہ بنتی ہے اور ہر کلفت فراموش کر دیتی ہے۔ جس وقت رات کی حکومت فنا کے قریب پہنچتی ہے تاریکی فلک میں کھلبلی شروع ہوتی ہے اور صدائے توحید فضائے شرک کے ٹکڑے اڑاتی ہے۔ ادائیگی فرض کے بعد شوہر کی گردن دربار رسالت میں جھک کر اپنی داستان مصیبت زبان پر لاتی ہے، پرستاران توحید کی ہم نوائی تکالیف و مصائب کی انتہا قلب مقدس کو مجروح اور چشم مبارک کو نم کرتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ "تم لوگ ہجرت کرو، مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے جاؤ"

تین سال کا بچہ اس کا باپ ابو سلمہؓ حبشہ پہنچ گئے مگر یہ زمین بھی آسمان سے

Marfat.com

خالی نہ نکلی۔ دشمنوں نے پیچھا کیا اور رنت نئے ظلم توڑے گئے، لاتعداد نعرے درود و سلام کے اس ذات مقدس پر جس کی صداقت نے ان کے دلوں کو مسخر کیا اور ہزار ہا تحفے مبارکباد کے اس محترم خاتون پر جس نے اپنی اور شوہر کی ہر راحت رسالت پر قربان کردی۔ حبشہ مکہ سے زیادہ ظالم نکلا اور ابو سلمہؓ کا ہر قدم مصیبت کا پیام بن گیا، یہاں تک کہ ام سلمہؓ کی مستقل مزاج آنکھوں نے اپنے عزیز رفیق شوہر کی موت اس طرح دیکھی کہ پتھروں سے اس کا سر چورا چورا اور جسم سے خون کے فوارے جاری تھے۔

تاریخ اس استقلال پر سر دھنتی ہے اور انصاف مرحبا کے پھول بصد ادب ام سلمہؓ کے پاک جذبات پر نثار کرتا ہے، شوہر کی موت اس محترم خاتون کے پائے استقلال کو نہ ڈگمگا سکی اور فانی زندگی کے عارضی تماشے واقعیت پر قربان ہو گئے، توحید کا یقین کامل صبر و شکر کے جواہرات فدا کرتا ہوا سامنے آیا اور دل نے بے ساختہ صدا دی کہ حیات ناپائیدار کی باقی گھڑیاں اس دربار میں بسر کروں جہاں یتیموں اور رانڈوں کا والی وارث اپنے جلوے سے دنیا کو جگمگا رہا ہے۔ ماتا کا جوش عبودیت پر نثار ہوا اور تکلیفیں راحت کے لباس میں سامنے آئیں بچہ گود میں لیا اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ روانہ ہوئیں۔

ایک بے وارث عورت بچہ کو ساتھ لیے حبشہ کی سرزمین پر بھوکی پیاسی چلی جارہی ہے، اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل کی آہیں زبان تک پہنچ کر خاموش ہو جاتی ہیں، کلیجے کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں اور فراق شوہر کی اٹل مصیبت قدم قدم پر پہاڑ بن رہی ہے، چاروں طرف مڑ مڑ کر دیکھتی ہے کہ شاید بچھڑی ہوئی صورت دکھائی دے جائے، ٹوٹے ہوئے دل کی تسکین ہو اور بھولی ہوئی آنکھیں جلتے ہوئے شوہر کے دیدار سے منور ہو جائیں حسرت و یاس سے حبشہ کو الوداع

Marfat.com

کہا اور شوہر کی ہڈیوں کو دور ہی سے خدا حافظ کہہ کر آگے بڑھی، دل تڑپ رہا ہے، آنکھوں میں اندھیرا ہے، دنیا اجاڑ ہے، زندگی پہاڑ ہے، مایوس ہو کر موت کی خواستگار ہوتی ہے مگر بچہ کی محبت دامن روکتی ہے اور مامتا کے ہاتھ ایک خاموش جذبہ میں ڈوب کر اس کو کلیجہ سے لگاتے ہیں، اونٹ اپنی رفتار میں محو ہے، ہوا بدستور اپنا کام کر رہی ہے اور آفتاب لحظہ بہ لحظہ تیز ہو رہا ہے پردیسی ام سلمہؓ کا معصوم بھوکا اور پیاسا ماں کی گود میں ہے۔ مگر بی بی سلمہؓ کا بچا دہ نہ صرف پانی اور غذا ہی سے محروم ہے بلکہ یہ بھی خبر نہیں کہ راستہ کدھر ہے اور منزل مقصود کہاں؟ اس قیامت خیز ساعت میں جب مصیبت نے جان پر بنا دی تو اب صرف ایک ارمان ہے اور وہ یہ کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر سر رکھ کر فدا ہو جاؤں۔

ریگستان عرب کے بگولے ایک بیوہ عورت کے مقابلہ کو آگے بڑھے، تمازت آفتاب نے پوری طاقت سے حملہ کیا، بھوکا بچہ پیاس سے بلبلا گیا، مجبور اور لاچار ماں نے ہر طرف نظر دوڑائی اور خدا کا شکر کرتی ہوئی آگے بڑھی۔

دوپہر کا سنسان وقت ہے، ریتیلے میدانوں میں دور دور انسان کا پتہ نہیں پرند اور چرند ہانپتے کانپتے پہاڑوں کے سایہ میں خاموش بیٹھے ہیں، ہوا ریت کے میدانوں میں آگ لگا رہی ہے، ریگ و آتش کا ایک دریا ہے جو آسمان سے زمین تک لہریں مار رہا ہے، کلمہ توحید کی شیدائی ام سلمہؓ ریگ کے میدان میں تیرتی اور خاک کے میدان میں دوڑتی چلی جا رہی ہے۔ اس کا شوق ہر اذیت پر غالب ہے اور عقیدت ہر مصیبت کو ٹھکرا رہی ہے بچہ کو کلیجہ سے لگائے جا رہی تھی کہ سامنے سے چند آدمی نمودار ہوئے اور کہا۔

"تیرے شوہر یعنی اپنے بھائی کو ہم نے قتل کیا اور اس کے کفر کی سزا دے دی

اب تو کہاں جاتی ہے؟ ابوسلمہ کیفر کردار کو پہنچا اور اس کی موت سے ہمارا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا تو اپنے اعمال سے توبہ کر لے اور اپنی حرکتوں سے باز آ، تو ہماری بہن ہے ورنہ اسی طرح تیری آنکھوں کے سامنے تیرے بچہ کو قتل کریں گے تو نے مسلمان ہو کر تمام خاندان کو بٹہ لگایا، شوہر کھو یا بچہ گنوا رہی ہے۔ اب بھی باز آ ورنہ در در کی بھیک ہو گی اور تو ہو گی۔

عقیدت اور مامتا کا پورا مقابلہ تھا، ننگی تلواریں سر پر چمک رہی تھیں، طاقت ور ہاتھوں نے بے کس ماں کی گود سے بچہ چھینا اور اس ننھی سی جان کی گردن پر تیغ آبدار رکھ کر ماں سے پوچھا ”..... بول کیا کہتی ہے ...“

بچوں والی مائیں اس کیفیت کا فیصلہ اور اس حالت کا اندازہ کریں کہ مامتا والی ماں کے قلب پر کیا گزری ہو گی۔ آنکھ سے آنسو جاری تھے اور نگاہ اس بچہ کے چہرہ پر تھی جو گردن پر تلوار لیے موت کی گود میں لیٹا ہوا تھا، محبت کا جوش امڈا مدہا ہے کہہ کر اونٹ سے کود ی“ اور بچہ پر گر کر کہا:۔

ابوسلمہؓ خوش نصیب تھا کہ کلمہ توحید پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا اور تم کو دکھا گیا کہ آنکھوں والے کس صداقت سے فانی زندگی کو ٹھکرا کر شاداں و فرحاں موت کی گود میں کھیلتے ہیں۔ ابوسلمہؓ تم کو سبق دے گیا اور اس کی موت بتا گئی کہ خدائے واحد کی پرستش کرنے والے مسلمان کس طرح صداقت پر قربان ہوتے ہیں سلمہؓ میرا چار برس کا بچہ ہے، اس جیسے سات بچے ہوتے اسلام پر قربان کر دیتی کیا تم سمجھتے ہو کہ اس چاند کی محبت میرا منہ حق سے موڑ دے گی اور مامتا کی آگ میری ابدی زندگی کو خاک سیاہ کر دے گی۔ میں جس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا چکی ہوں جس پر اس کے باپ کو قربان کیا وہ ہادی برحق ہے اور یہ حقیر نسخہ میں اس کی رسالت پر قربان کرتی ہوں۔ ہاں ایک التجا ضرور کروں گی، ابوسلمہؓ تمہارا

Marfat.com

بھائی تھا اس کے احسانات اگر تم کو یاد ہوں اور تمہارا ایمان اجازت دے تو ان کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ ابوسلمہ رض کے بعد بچے کی موت مجھ کو نہ دکھاؤ اور اس سے پہلے مجھے قتل کردو۔ ریگستان عرب میں ایک سنگ دل قہقہہ گونجا اور ظالم و جابر ہاتھوں نے ماں کو گھسیٹ کر بچہ سے جدا کیا، جس نے ایک آخری نظر بچہ پر ڈال کر آنکھیں بند کرلیں اور یہ کہہ کر اونٹ پر بیٹھ گئی " تم اور تمہارے جھوٹے خدا، تم پر اور تمہارے بے کار بت، تم اور تمہاری مشرک جماعت، تم اور تمہارے کافر قبیلے مکہ اور حبشہ کی پوری طاقت شامل کرکے بھی مجھ کو خدائے واحد سے گمراہ نہیں کرسکتے، تم بچہ کو قتل کرو، اس کا خون میرے ان گناہوں کا کفارہ ہوگا جو قبل از اسلام مجھ سے سرزد ہوئے، میں بہ طیب خاطر اپنے ہادی اور مولا پر اس لال کو قربان کرتی ہوں اور کہے دیتی ہوں اب میرا تمہارا فیصلہ قیامت میں ہوگا۔

کیا دنیا میں کوئی مذہب، کوئی ہادی، کوئی قوم، کوئی تاریخ ایسی یا اس جیسی ایک مثال بھی پیش کرسکتی ہے، وہ دولت کی قربانیوں سے کارخانہ حیات محروم نہیں مگر کلیجے کے ٹکڑوں کی قربانیاں جن سے چمنستان اسلام لہلہا رہا ہے، عدیم النظیر ہیں،
بی بی ام سلمہ رض کا اونٹ کھڑا ہو رہا تھا کہ اچانک ایک شخص نے آگے بڑھ کر نکیل پکڑی اور ان کو یہ کہہ کر دھکا دیا، "یہ اونٹ ہمارے بھائی کی ملکیت ہے تجھ کو جہاں جانا ہے پیدل چلی جا"

عرب کا وہ ریتیلا میدان جس کی زمین آسمان کی طرح حد نگاہ سے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے، دریائی بھنور سے زیادہ خوفناک بگولے ہوائیں اڑ رہے ہیں آفتاب آگ برسا رہا ہے اور ریگ کے تودے فضائے آتشیں میں آفت برپا کر رہے ہیں، کوسوں دور، شجر و حجر، انسان و حیوان کسی کا پتہ نہیں۔

اس قیامت خیز ساعت میں ام سلمہ رض پا پیادہ بھوکی پیاسی چلی جا رہی ہے،

Marfat.com

بیٹھتی اٹھتی ہے، چلتی ہے گرتی ہے، توحید کی نورانی شمع اس کے دل میں روشن ہے اور زبان رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعرے لگا رہی ہے، رستہ کی طرح وہ دنیا کے تمام تعلقات بھول چکی، بچہ کی محبت اور شوہر کا خیال دونوں اس کے دل سے رخصت ہوتے، آسمان وزمین اس کا تماشہ دیکھ رہے ہیں مگر منزل مقصود کے سوا اس کے سامنے کچھ نہیں، دن اور رات اس کے سامنے ایک ہیں اور ریت وپہاڑ یکساں پاؤں چل رہے ہیں اور جسم چکنا چور ہے، خوف وہراس بھوک اور پیاس دور ہو چکے، وہ اس کوشش میں منہمک اور اس خیال میں نہال ہے کہ موت سے قبل چہرۂ اقدس کی زیارت کرلے۔

چشم فلک کی منتظر نگاہوں نے بالآخر دیکھ لیا کہ کس طرح قدرت مشکل کو آسان محال کو ممکن اور پتھر کو پانی کردیتی ہے، ریت کے تلاطم، آگ کے طوفان سے نکل کر مردے کی صورت ام سلمہؓ مدینہ کی گلیوں میں پہنچیں، اور مسلمان اپنی بہن کے جذبہ شوق واستقلال پر بآواز بلند چلا اٹھے مرحبا، مرحبا، مرحبا۔

تاریخ اسلام ام المومنین بی بی سودہؓ کے ان الفاظ کو ہر وقت جگمگا رہی ہے۔ اور چونکہ عمر میں سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت بڑی تھیں اس لیے فرمایا کہ:۔

"میرے واسطے یہ عزت کچھ کم نہیں کہ قیامت تک مسلمانوں کی ماں بنوں"

اب ذی فہم حضرات فرمائیں کہ بی بی ام سلمہؓ کی ان خدمات کا معاوضہ اسلام کیا ادا کرسکتا ہے، فطرت نسوانی اس کے جواب میں ام المومنین بی بی سودہ کے الفاظ دہرائے گی، اور عقل سلیم آنکھیں بند کرکے اس دعویٰ سے اتفاق کرے گی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر نکاح اسلام کے واسطے تھا اور کسی نکاح میں نفسانیت شامل نہ تھی، ہم نے اس بحث کے شروع میں لکھا ہے کہ اگر بی بی خدیجہؓ سے نکاح

Marfat.com

نہ ہوتا تو کیا اسلام اس قدر آسانی سے ترقی کرتا ؟ اب ہم دوبارہ سوال کرتے ہیں کہ کیا بی بی ام سلمہؓ کی خدمات کا معاوضہ جو زیادہ حسین تھیں نہ کنواری، یہ نہ تھا کہ وہ ہماری ماں بنیں اور ام المومنین کے لقب سے سرفراز ہوں ؟

المختصر نکاح کا جو مقصد سمجھا جاتا ہے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاحوں میں اس کا کہیں وجود نہیں، ہر نکاح صرف ترقی اسلام کے واسطے تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے ہر معقول پسند انسان کو اتفاق کرنا پڑے گا۔ اب غیر مسلم حضرات کا ایک اور اعتراض باقی رہتا ہے اور وہ اسلام کے تعدد ازدواج (ایک سے زیادہ بیویاں کرنا) کا مسئلہ ہے۔

ہم نے اس کتاب میں کسی جگہ عرب کے اس تمدن کی ایک ہلکی سی جھلک دکھائی ہے جس میں چار بیویوں کی حد تھی نہ ہزار کی نہ چار ہزار کی، ان لوگوں کو اگر نکاح کا پابند کر دیا جاتا تو خلاف مصلحت ہوتا، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اگر خدا بھی آکر کہتا تو یہ ہزار کوس دور بھاگتے۔ ضرورت یہ تھی کہ :۔

"بمرگش گیر تا بہ تپ راضی شود"

چار کا تعین محض مصلحت تھی اسی واسطے اس کے ساتھ عدل حقیقی کی ایسی شرط تھی جو واجب التعمیل ہی نہ تھی۔ علاوہ ازیں یہ حکم نہ تھا صرف دل خوش کرنے کے واسطے ایک قسم کی اجازت تھی مگر مسلمانوں نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسلام کو بدنام کر دیا۔ اس سلسلہ میں عام مسلمانوں کے ساتھ وہ گروہ بھی ہے جس کی زبان پر ہر وقت قرآن و حدیث کے نعرے ہیں اور جس نے اسلام کی بڑی خدمت یہی سمجھی ہے کہ دو دو تین تین بیویاں کرے، اور دوسروں کو جھوٹی حدیثوں کے جال میں پھنسائے۔ اسلام کا دامن اس داغ سے بالکل پاک ہے اور سرور عالم نے عورت کو جو عزت عطا فرمائی وہ دنیا کے کسی مذہب کو نصیب نہیں۔

Marfat.com

جس صداقت نے دنیا میں ایسا تہلکہ مچا دیا کہ تخت و تاج کے مالک

خلقِ عام آستانہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قدم بوس ہونا فخر سمجھنے لگے اس کا ادنیٰ ظہور یہ تھا کہ گرمی کے سخت موسم میں جب انگارے برستے معمولی بڑھیا دونوں جہان کے بادشاہ کو لے کر سڑک پر بیٹھ جاتی گھنٹوں باتیں کرتی، صحابہؓ جیں بہ جبیں ہوتے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیوری پر بل نہ آتا، بڑھیوں ٹھڑیوں کا گروہ کا گروہ خدمتِ اقدس میں بیٹھ کر ادب سے اپنے حقوق مانگتا، عاجزانہ لڑتا جھگڑتا، بچوں کا حق طلب کرتا، دیکھنے اور سننے والے جلتے اور بگڑتے مگر وہ نفس پاک خندہ پیشانی سے ان کی التجائیں پوری کرتا، غریب رانڈیں اور مصیبت کی ماری روتی ہوئی آتیں اور ہنستی ہوئی جاتیں، شکایتیں لے کر گھستیں اور دعائیں دے کر نکلتیں، دنیا اپنی اولاد و متعلقین کے واسطے ہزاروں اور لاکھوں کا اثاثہ چھوڑتی ہے، مگر سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ایثار جو شجر رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بار آور شاخوں میں بی بی خدیجہؓ کی دولت سے شروع ہوا، بنی نوع انسان کی ہمدردی کے احکام زکوٰۃ اور خیرات و صدقات کا اعلان ہونے کے بعد اس فیصلہ پر ختم ہوتا ہے۔

"اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ سب حرام ہے۔"

Marfat.com

عورت کی حمایت

یہ وہ زمانہ ہے کہ عورت کے واسطے انصاف کا دروازہ بند ہے، دنیا کا ہر مذہب اس کو دھتکار چکا، وہ کسی جگہ لونڈی سے بدتر ہے اور کہیں جانور سے، کنواری پر باپ، بیاہی پر شوہر پوری طرح حکومت کر رہا ہے کہ دفعتاً اس ظلم انگیز فضا میں یہ الفاظ آمنہ رضؓ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے نکل کر سیاہ و تاریک فضا میں گونجتے ہیں :۔

"عورتوں کے بھی مردوں پر حقوق ہیں اور ان کے ساتھ انسانیت کا سلوک کرو۔"

"شوہر کو مناسب نہیں کہ آپ عمدہ کھانا کھائے اور گھر والوں کو نہ دے۔"

"عورت کی عزت وہ کرتے ہیں جو شریف ہیں اور ان کی توہین پاجی کرتے ہیں۔"

"شوہر اپنی خوبصورتی پر فخر نہ کرے اور اس کی بدصورتی پر معترض نہ ہو۔"

قرآن مجید ..... "نیکی کرو برابر کے رفیق سے" یعنی بیوی سے۔

Marfat.com

قرآن مجید..... "اور وہ لے چکی ہیں تم سے عہد گاڑھا" یعنی نکاح سے پہلے جو وعدے کیے گئے ہیں انہیں یاد رکھو۔"

"شوہر کا اپنے ہاتھ سے بیوی کو کھلانا نیکی ہے۔" (بخاری و مسلم)

"جو شخص اپنی بیوی بچوں سے بھاگے وہ ایسا ہے جیسے غلام اپنے آقا سے۔"

"تمہارے ہاتھ جن کے مالک ہیں ان کو ایسی تکلیف نہ دو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو، عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو کہ تمہارے پاس قید ہیں اور خدا کے عہد سے تم نے ان کو حاصل کیا۔"

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

"ایمان اس کا مکمل ہے جس کی عادت اچھی ہو اور بیوی پر انتہائی مہربان ہو۔" (ترمذی)

Marfat.com

الوداع

مسلمانو! رات کا بڑا حصہ ختم ہوا، آمنہؓ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہو چکی، راتیں بہت سی آئیں گی اور جائیں گی، مگر یہ باتیں کہاں، آج اس بزم میں وہ شمع روشن تھی جس کو قمر چہاردہم نے سجدہ کیا، یہاں اس وقت وہ سدابہار پھول مہک رہا تھا جس کو فرشتوں نے بوسے دیے اور جس کی مہکار پر لاتعداد بلبلوں کے ترانے زمین سے آسمان تک پہنچے، قربان ان خوش نصیب آنکھوں کے جنہوں نے اس جمال جہاں آرا کی زیارت کی اور نثار ان مبارک صورتوں کے جنہوں نے محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو آغوش میں لیا۔ اب صحبت شب ختم ہوتی ہے اور ذکر محبوب جس نے دل کے کنول کھلا دیے رخصت ہوتا ہے۔ مگر دل کا ارمان دل ہی میں ہے آنکھیں شوق دید کے لیے تڑپ رہی ہیں اور قلب اپنی آرزو کو دبائے بلبلا رہا ہے، محسن حقیقی جو جانوروں کو انسان بنا گیا، سچا ہادی جس نے غفلت کے پردے اٹھا کر محبوب حقیقی تک پہنچنے کا صحیح راستہ بتایا، اچھا پیغمبر جو دنیا کی دوزخ کو جنت بنا گیا کہاں ہے؟

طیبہ کی خاک! محبت کی آنکھ کا سرمہ بن، اور اس جلوہ کی جس نے دنیا کو جگمگا دیا ایک جھلک دکھا دے! قربان ایک دفعہ نہیں ہزار بار یہ جان بزم مولود

Marfat.com

کے اس مہمان پر جو عالم تخیل میں روبرو تھا، اور یثرب کی گود میں محو خواب ہے، مسافر قلم نے پوری رات چمنستان اسلام کی گل چینی میں بسر کی۔ دماغ ایسی خوشبو سے معطر رہا جو مرتے دم تک باقی رہے گی اور آنکھوں نے ایسی بہار دیکھی جس کا لطف تا دم واپسیں موجود رہے گا۔ اب یہ سماں ختم ہوتا ہے اور خیال محبوب کی وداع کا وقت ہے۔ زندہ نگاہیں ابھی زندگی کے اچھے برے بہت سے تماشے دیکھیں گی لیکن مبارک ہوگا وہ وقت جب مزار اقدس نگاہ کے سامنے ہوگا اور آنکھیں اس ڈھیر پر قربان ہوں گی جو دونوں جہاں کے بادشاہ کی آرام گاہ ہے۔

والسلام

Marfat.com

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یار ارم، تاجدارِ حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگین
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں، ہاں رضا
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

صلوٰۃ اللہ علیک

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

رحمتوں کے تاج والے دو جہاں کے راج والے
عرش کی معراج والے عاصیوں کی لاج والے

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

تیری آرزو میں جینا تیری جستجو میں مرنا
یہی میری زندگی ہے یہی میری بندگی ہے

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

واسطہ آلِ عبا کا صدقہ خیر النساء کا
اور شہیدِ کربلا کا غم نہ ہو روزِ جزا کا

Marfat.com

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

میں نثار یا محمد تیری دستگیریوں کے
مجھے کیا عدد کی پروا مجھے کیا غم زمانہ

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

از طفیلِ غوثِ اعظم گنج بخش فیضِ عالم
صدقہ امامِ اعظم دور ہوں سبھی کے رنج و غم

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

حافظ اب ہاتھ اُٹھا کر سب کے حق میں یہ دُعا کر
سب پڑھیں روضے پہ جا کر صلوٰۃ اللہ علیک

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

Marfat.com

اک اور عرض کریں ہم   میرے مولا جب مریں ہم
کلمہ آپ کا پڑھیں ہم   بعد اس کے یہ کہیں ہم

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

جان کر کافی سہارا   لے لیا ہے در تمہارا
خلق کے وارث خدارا   لو سلام اب تو ہمارا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام عیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

Marfat.com

جواہر الحدیث

مؤلفہ

حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی صاحب مجددی مد ظلہ

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

بڑے بھولے بھالے بڑے اللہ والے
ریاض آپ کو بس ہمیں جانتے ہیں

تبلیغی جماعت

حقائق و معلومات کے اجالے میں

مؤلفہ

علامہ ارشد القادری

مدیر "جام نور" جمشید پور

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ ○ اردو بازار ○ لاہور

فون: 7124354
7352795

Marfat.com

Marfat.com

اسلام بک ڈپو

12- گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com